SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, August 16, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Chiarman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم
بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ
وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ
وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾
التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ
الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾

ترجمہ:۔ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور اُن کے مال خرید لئے ہیں اور اس کے عوض میں ان کے لئے بہشت تیار کی ہے۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں امن کے حصول کی خاطر لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے۔ جس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے تو جو سودا تم نے اُس سے کیا ہے اُس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ توبہ کرنے

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, August 16, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Chiarman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم
بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ
وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ
وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾
التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ
الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾

ترجمہ:۔ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور اُن کے مال خرید لئے ہیں اور اس کے عوض میں ان کے لئے بہشت تیار کی ہے۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں امن کے حصول کی خاطر لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے۔ جس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے تو جو سودا تم نے اُس سے کیا ہے اُس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ توبہ کرنے

والے عبادت کرنے والے ' حمد کرنے والے ' روزہ رکھنے والے ' رکوع کرنیوالے سجدہ کرنے والے ' نیک کاموں کا امر کرنے والے اور بُری باتوں سے منع کرنے والے اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے۔ یہی مومن لوگ ہیں اور (اے پیغمبر) مومنوں کو دنیا و آخرت کے انعامات کی خوشخبری سنادو۔

FATEHA

Syed Abdullah Shah: Mr. Chairman Sir, with your permission I want to convey that the mother of Mr. Aftab Shahban Mirani, MNA has expired. So I request the House through you that we may offer Fateha for the departed soul.

(Then Fateha was offered)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: میں ذرا leave applications پڑھ لوں جناب تکی بختیار صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر ۱۶ تا ۲۰ اگست ایوان میں حاضر نہیں ہو سکیں گے۔ انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب زاہد اختر نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

POINT OF ORDER, *RE:* THE RESOLUTION ON BOSNIA HERZEGOVINA

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین! ایک قرارداد بوسنیا ہرزیگووینا کے مسلمانوں کے خلاف بربریت کے بارے میں ہاؤس کی طرف سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : یہ آج agenda پر تو نہیں ہے۔

سید فصیح اقبال :لیکن اگر ہاؤس اجازت دے تو میں اسے move کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین :کیا آپ suspension of rules کے لئے move کریں گے۔

سید فصیح اقبال : جی ہاں۔

جناب چیئرمین : ابھی کریں گے privilege motion ہے اور adjournment motion ہے۔

سید فصیح اقبال : ابھی کریں گے تاکہ۔

سید اقبال حیدر : اس پر ڈسکشن آخر میں ہو جائے۔ move کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: move کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

سید فصیح اقبال:جی move کرنے کی اجازت ہے لیکن ڈسکشن آخر میں ہو کیونکہ انسانی حقوق اور اپنی مسلمان برادری کا مسئلہ ہے۔

سید عبداللہ شاہ: جناب چیئرمین! میں نے آپ سے request کی تھی میں نے دو resolutions دیئے ہوئے ہیں۔ about the floods in Sindh آپ نے کہا تھا کہ they should be taken up پر private members day اب وہ بیلٹ میں آئے ہیں یا نہیں

جناب چیئرمین : دیکھ لیں وہ ایجنڈا پر ہیں یا نہیں۔

سید عبداللہ شاہ : وہ agenda نہیں ہیں۔اس لئے میں نے پہلے آپ سے request کی تھی۔

جناب چیئرمین :آپ بھی پھر اسی طرح suspension of rules move کر کے بنالیں۔

سید فصیح اقبال : چیئرمین صاحب میں move کر دیتا ہوں۔

Sir, I beg to move under Rules 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 that the resolution regarding atrocities being committed against the Muslims in Bosnia-Herzegovina be taken out of turn today.

Mr. Chairman: The question before the House has been put by Syed Faseih Iqbal, under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988. It puts forth 'that the resolution regarding atrocities being committed aginnst the Muslims in Bosnia Herzegovina be taken out of turn today.'

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The motion is adopted.

اب ہم اس کو ریزولیوشن کے وقت لیں گے۔

چوہدری امیر حسین : سر یہ آج کے ایجنڈا پر نہیں ہے۔ جب کوئی نئے سینیٹر elect ہوتے ہیں تو سٹینڈنگ کمیٹی میں ان کو رکھنا ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ سہواً رہ گیا ہے۔ اگر جناب کی اجازت ہو تو میں اس کو موو کروں۔

جناب چیئرمین : موو کردیں۔

ELECTION OF A MEMBER OF STANDING COMMITTEES

Chaudhry, Amir Hussain: Sir, I beg to move that the Senator Syed Muhammad Fazal Agha may be elected as member of the following Standing Functional Committees namely:-

1. Standing Committee No. 7, on Finance and Economic Affairs, Planning and Development, Statistics and Population Welfare.

2. Standing Committee No. 9, on Interior Norcotics Control, States and Frontier Region.

3. Functional Committee on government assurances.

Mr. Chairman: It has been moved by Chaudhry Amir Hussain that the Senator Syed Muhammad Fazal Agha may be elected as a member of the following Standing Functional Committees namely:-

1. Standing Committee No. 7, on Finance and Economic Affairs, Planning and Development, Statistics and Population Welfare.

2. Standing Committee No. 9, on Interior Norcotics Control, States and Frontier Region.

3. Functional Committee on government assurances.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The motion stands adopted.

Syed Abdullah Shah: Mr. Chairman Sir, my two resolutions on the floods in Sindh - one is that the province may be declared as a calamity hit area and the second is....

Mr. Chairman: Where are those? Please give me those.

Syed Abdullah Shah: Sir, my humble submission is that they may kindly be taken up out of turn today.

سید اشتیاق اظہر : فلڈ کے بارے میں میں نے بھی موو کیا تھا۔

جناب چیئرمین : آپ نے بھی موو کیا تھا تو اکٹھا لے لیتے ہیں۔

سید فصیح اقبال :بلوچستان میں بھی سیلاب آیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین :وہاں بھی سیلاب آیا ہوا ہے؟

سید فصیح اقبال : بہت زبردست سیلاب آیا ہوا ہے۔

(مداخلت)

چوہدری امیر حسین :جناب والا!اگر ہم نے تین چار ریزولیوشن آؤٹ آف ٹرن لے لئے تو آج کے ایجنڈے پر بات کرنے کا تو موقع نہیں مل سکے گا۔

سید عبداللہ شاہ : ٹھیک ہے۔یہ بہت اہم ہیں۔

چوہدری امیر حسین : میری گزارش سن لیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ نے اب تک کیا کچھ کیا ہے۔ اس کے بارے میں گورنمنٹ ایک پالیسی سٹیٹمنٹ دے گی۔ جس میں یہ بتایا جائے گا کہ وہاں پر اب تک کیا کچھ کیا گیا ہے۔ نقصان کتنا ہوا ہے، حکومت نے کتنی monetarn relief دی ہے اور گورنمنٹ کیا انتظامات کر رہی ہے۔ پھر اس کے بعد جیسے آپ مناسب سمجھیں، کریں۔ یہ ہاؤس خود مختار ہے۔ تاہم نیشنل اسمبلی میں بھی اسی طرح ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے سٹیٹمنٹ دی گئی اگر آپ اجازت دیں تو گورنمنٹ کی طرف سے تفصیل سے سٹیٹمنٹ آجائے گی۔

جناب چیئرمین : اگر کوئی رکن اس مسئلہ کو پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعہ اٹھائے تو and then be makes a policy statement. Is that acceptable?

سید عبداللہ شاہ : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، ہر جگہ نہیں ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: لیکن اگر دونوں پارٹیاں راضی ہوں تو کام بن سکتا ہے۔

چوہدری امیر حسین: ٹھیک ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں۔

Syed Iqbal Haider: Sir, I have to state very painfully that yesterday I was supposed to be in this House through PK-380 from Lahore which was to start at 8.30 A.M. The flight was delayed tremendously by four hours and it took off at about quarter past twelve or twelve thirty. Sir that prevened me from appearing before this august House.

جناب چیئرمین : سب لوگ افسوس کر رہے تھے، آپ کی کمی یہاں محسوس ہوئی۔

Syed Iqbal Haider: And my privilege be here was seriously breached by this sheer incompetency or inefficiency of PIA which resulted in passage of a very oppressive Bill called "Copyright Bill". My contention was that a statement was made yesterday that this Bill was due to expire yesterday which is not correct. Sir it was passed by the National Assembly on 29th May, 1992 and the 90 days period even if I include the 31st day of May and 31 days of July as you know better that the 90 days expire on 18th of August and not on 15th of August.

جناب چیئرمین : چلیں اب تو ہو گیا۔

Syed Iqbal Haider: Sir you know every House can be raided by Sub Inspector. Every office can be raided by Sub Inspector now.

جناب چیئرمین : کل اس کے بارے میں یہ بیان ہوا تھا۔ وزیر صاحب نے ہی کہا تھا کہ اس میں اصلاح کی گنجائش ہے۔ میں نے بھی observation دی تھی۔

Syed Iqbal Haider: Sir, it could have been deferred to one more day.

جناب چیئرمین : بہر حال وہ تو کل ہو گیا ہے۔

so many things have happened.

جناب چیئرمین : آپ نے اطلاع دی میں نے ہاؤس کو بھی بتایا تھا لیکن ۱۱ بجے جنرل ڈسکشن ختم ہو چکی تھی۔

So there was no other way out.

Syed Iqbal Haider: Were all the proceedings finished within one hour?

Mr. Chairman: Yes.

سید اقبال حیدر : نہ مدعی، نہ شہادت، حساب پاک۔

جناب چیئرمین : اس پر ڈسکشن ہوئی، آٹھ آدمیوں نے تقاریر کیں۔

Syed Iqbal Haider: Sir one hour is a question hour. Then there are Adjournment Motions, Privilege Motions and then comes this Bill.

جناب چیئرمین : بہر حال آپ کی عدم موجودگی میں آپ کی کمی محسوس ہوئی لیکن آپ کے ساتھیوں نے کافی ہاتھ بٹایا، اور بھرپور حصہ لیا لیکن ساڑھے گیارہ بجے کارروائی

مکمل ہو چکی تھی اور آگے اور کوئی کام نہیں تھا۔ لہٰذا We had to finish that Bill.

سید اقبال حیدر: سر، صرف ایک ایڈیشنل پوائنٹ ہے۔

جناب چیئرمین: اب آپ یہ کریں کہ جو مثبت بات ہے وہ یہ ہے کہ وزیر صاحب نے بھی کل کہا تھا کہ اس میں اصلاح کی گنجائش ہے And he is willing to consider any good suggestios that you may want to make. میرے خیال میں اب آپ یہ کریں آپ ان کو اپنی ترامیم اور comments بھی دیں اور متعلقہ standing committee جس کے چیئرمین میرے خیال میں جناب محمد علی خان صاحب ہیں۔ وہ اس بارے میں فیصلہ کرے۔ Sorry عبداللہ شاہ صاحب۔ یہ تو آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں ان کو دے دیں تاکہ ان چیزوں کو کمیٹی میں ڈسکس کر کے suggestions دیں and then let it be taken up like that.

Syed Iqbal Haider: Quite right.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔

سید اقبال حیدر: میں یہ ضرور کروں گا لیکن جناب ایک اور بات آپ ضرور واضح کر دیں کہ سینٹ کا رول کیا صرف اور صرف نیشنل اسمبلی کے پاس کردہ احکامات پر مہر لگانے کا ہی ہے؟

جناب چیئرمین: نہیں، ایسا کوئی رول نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر: لیکن یہ impression دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ غلط impression ہے۔

سید اقبال حیدر: دوسری بات یہ ہے کہ ہماری سینٹ نے جو بل پاس کئے ہیں وہ وہاں پر laps ہو رہے ہیں جیسے کہ آپ کے پاس لسٹ میں ہے۔

Mr. Chairman: Yes. I know.

سید اقبال حیدر : جناب والا! چار بل یہاں سے پاس ہوئے اور نیشنل اسمبلی میں laps ہو گئے تو ان بلوں کے بارے میں ہمارے محترم وزراء اس طرح کے جذبات کا اظہار نہیں کرتے' وہ بے چینی اور اضطراب ظاہر نہیں کرتے جیسے کہ یہاں کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : solution یہی ہے کہ آپ اس کو دوبارہ متعلقہ کمیٹی میں اٹھائیں۔

سید اقبال حیدر : جناب ایک اور solution ہے کہ اس طرح سے calendar بنائیں جس سے ایک تو بل laps نہ ہوں۔

جناب چیئرمین :اس کا کل اقبال احمد خان صاحب نے بھی ذکر کیا تھا۔

سید اقبال حیدر :دوسرا یہ کہ ہم پر یہ extra pressure نہ آئے کہ ہم تو بلوں کو ایک دن میں پاس کر رہے ہیں۔ ہمیں sufficient time ملنا چاہئے تاکہ ہم اپنا فرض ادا کر سکیں اور عوام کو بتا سکیں کہ صحیح چیز کیا ہے۔ کل عوام مجھے کہیں گے کہ یہ تم نے کیا کالا بل پاس کیا ہے جس کے تحت ایک سب انسپکٹر کو تمام اختیارات دیئے گئے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔ سید عباس شاہ صاحب۔

Syed Abbas Shah: Sir, the House was there and many people were present. The comments of my colleagues have really ofended us, the whole House. Sir, the majority has passed this Bill. We have not done any expediency on this Bill. There are always effects. To err is human and Sir, he (Syed Iqbal Haider) has taken much time on this point of order. He could have come to your office and discussed these issues. Just to play before galleries. He is ridiculing this House very clearly and very forcibly. Sir, in his obsence his Party Members were there. They were four or five. The other opposition members also there and they played their role. Everybody has participated in that, I reject and I staned by this thing that such point of order's should not be entertained in any discussion because we waste whole day. It is a private members day and it is very important.

جناب چیئرمین : بالکل صحیح ہے New we will go to the Privilege Motion اشتیاق اظہر صاحب' آپ کا پروج موشن ہے۔

سید اشتیاق اظہر : میں نے motion withdraw کیا ہے۔

Mr. Chairman: This stands withdrawn.

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman: Adjournment Motion Dr. Muhammad Rehman No. 19, on the alleged delay in the inauguration of the TV. Booster in Khuzdar.

آج وزیر اطلاعات ہیں۔

سید تسنیم نواز گردیزی : اس کے بعد میرا motion ہے۔ اگر آپ وہ لے لیں تو مہربانی ہو گی کیونکہ میں نے ایک ضروری کام کے سلسلے میں جانا ہے۔

چوہدری امیر حسین : ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے' آپ کا Private Medical College Motion والا ہے۔ جی ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب والا! ۱۷ جولائی کو The Frontier Post میں ایک خبر شائع ہوئی ہے سب کو یہ حقیقت معلوم بھی ہے کہ آج کل ملک میں کئی لوگ آپس میں مل کر پرائیویٹ میڈیکل کالج جیسے سائنسی ادارے اپنے طور پر کھول رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو اور اس معزز ایوان کے سب ممبران کو معلوم ہے کہ میڈیکل کالج ایک سائنسی ادارہ ہوتا ہے جس میں کافی laboratories کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے مزید trained عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان چیزوں کے بغیر کالج چلانا کیسے ممکن ہے؟ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اپنے منافع کی خاطر جس طرح ملک کے مختلف حصوں میں پرائیویٹ سکول کھول رہے ہیں اسی طرح اب نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ میڈیکل کالج جیسا ادارہ بھی پرائیویٹ لوگوں نے کھولنا شروع کر دیا ہے۔ یہ ادارے ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں لوگوں نے پڑھ کر ایسا علم حاصل کرنا ہے جس سے لوگوں کا علاج کرنا ہوتا ہے۔ اب اس کو بھی میں

سمجھتا ہوں کہ مذاق بنایا جارہا ہے۔ کچھ لوگ ایک چھوٹا سا بنگلہ لے کر اس پر بورڈ لگا دیتے ہیں۔ وہاں پر وہ لوگ جن کو میرٹ پر گورنمنٹ کالجوں میں داخلہ نہیں ملتا ان کو ان کے بھائی یا والدین داخل کروا دیتے ہیں۔ یہاں انہوں نے بے تحاشہ فیسیں رکھی ہوئی ہیں اس طرح سے انہوں نے لوٹ مار کا ایک ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ یہ ایسے ادارے ہوتے ہیں جن کو کھولنے کے لئے ایک ذمہ دار ادارے پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل' سے اجازت لینا پڑتی ہے۔ یہ چھان بین کر کے ان اداروں کو کھولنے کی اجازت دیتی ہے۔ پھر اس کی متعلقہ یونیورسٹی سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ ان تمام چیزوں کو نظر انداز کر کے لاہور اور اسلام آباد میں تو پرائیویٹ میڈیکل کالج کھول لئے گئے ہیں اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو مجھے ڈر ہے کہ یہ سلسلہ ملک کے کونے کونے اور گلی گلی میں شروع ہو جائے گا اور یہ لوگوں سے بھاری فیسیں وصول کریں گے۔ پھر آئے دن ہم اخبارات میں پڑھیں گے کہ آج فلاں ادارہ بند ہو گیا ہے اور آج فلاں بند ہو گیا ہے۔ جناب والا! یہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ میں نے اس پر تحریک التواء پیش کی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس پر بحث ہو۔

جناب چیئرمین : وزیر صحت۔

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: Sir, I oppose it and I request that if I am allowed to make a brief statement on this, I think it will satisfy the honourable member and the House.

Mr. Chairman: Yes, please.

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: Sir, the Medical Colleges are actually run under the administrative control of the respective provinces. However, in this connection it is submitted that PMDC on reference from this Division and on their own have issued press releases warning the contending students, not to take admission in the private medical colleges including Imam Hussain Medical College, Islamabad without consulting the PMDC. It has been made clear to the public that the Private Medical Colleges, namely Ravi Medical College Lahore, Vohra Medical College Karachi, Cosmopolitan Medical College, Karachi and Imam Hussain

Medical College Islamabad are not recognized by the PMDC and students seeking admission to these colleges will be doing so at their own risk and cost.

Sir, in this connection, it is very clear that PMDC do not recognize the Private Medical Colleges and once again, I declare that PMDC will not recognize the degree of the students who obtain degrees from the Private Medical Colleges. Now Sir, the PMDC has proposed an amendment in the Ordinance, 1962 that in addition to the following section, they have proposed an amendment, and after this amendment the PMDC will be able to take action against these Private Medical Colleges. So, it is very clear that the Federal Government has not allowed the Private Medical Colleges in the country.

Mr. Chairman: So after this statement would you (Dr. Rehan) like to press this motion?

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب والا! منسٹر صاحب نے جو فرمایا یقیناً میں اس کی قدر کرتا ہوں کہ حکومت اس بارے میں alert ہے اور اسکا جائزہ لے رہی ہے۔ اور انہوں نے یہ جو فرمایا ہے کہ Pakistan Medical and Dental Council نے بھی یہ کہا ہے کہ وہ ان کی degree بھی recoginze نہیں کریں گے' Universties نے ابھی یہ کہا ہے اور حکومت نے یہ اعلان بھی کیا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے باوجود یہ اعلانات کیوں نشر ہو رہے ہیں۔ آخر ان کو اجازت کیوں ملی ہوئی ہے؟

جناب چیئرمین : وہ ساری باتیں انہوں نے کر دی ہیں کہ ترمیم بھی کر رہے ہیں کہ اگر کوئی خود یہ کام کرتا ہے تو اپنے risk پہ کرتا ہے۔ اشتہارات اور statements بھی دے دیئے ہیں اور قانون میں بھی دے دیئے ہیں اور قانون میں بھی تبدیلی لا رہے ہیں۔ so in the light of this, would you like to press this motion?

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب میں اس ضمن میں یہ کہوں گا کہ جس طرح Cooperative Banking کا کاروبار تھا یہ بھی اسی ہی طرح کا کاروبار معلوم ہوتا ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین : نہیں اگر کوئی ڈگری لیتا ہے تو وہ recognize ہی نہیں ہوتی تو پھر وہ اپنے risk پہ ہی لیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان : اپنے ملک کے لوگ تو اپنی سادگی کی وجہ سے مارے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین : تو آپ بتائیں پھر کیا کرنا چاہیئے ؟

ڈاکٹر محمد ریحان : میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس کا notice لے کر جلد سے جلد کارروائی کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : نوٹس لیا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ قانون میں تبدیلی بھی کر رہے ہیں اور ان کو بھی دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان : یہ جتنا جلد ہو سکتا ہے ہونا چاہیئے کب تک وہ کریں گے

جناب چیئرمین : جی جناب وزیر صاحب جلدی کریں گے ناں جی؟

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب یہ بہت ہی جلد ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین : تو کیا اس روشنی میں آپ press کریں گے ؟

ڈاکٹر محمد ریحان : Not pressed۔

جناب چیئرمین : not pressed اچھا معاملہ ختم ہو گیا۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! میری پریولیج موشن التواء میں ہے اور آج وزیر خارجہ بھی موجود ہیں۔

جناب چیئرمین : اچھا ٹھیک ہے۔جی کانجو صاحب میرا خیال ہے اس کو ختم کر لیں۔

قاضی حسین احمد : جناب ختم نہ کریں جناب۔

جناب چیئرمین : نہیں میرا مطلب ہے اس کی کارروائی ختم کر لیں باقی وہ قانون کی بات آجاتی ہے۔جی جناب آپ نے statement دینی تھی۔

جناب محمد صدیق خان کانجو : قاضی صاحب فرمالیں ناں جی۔

جناب چیئرمین : نہیں قاضی صاحب نے تو کہہ دیا تھا انہوں نے فرمایا تھا کہ ان کے

خلاف جو بیانات کانجو صاحب نے اور لالیکا صاحب نے دیئے ہیں اس میں وہ کہتے ہیں کہ میرا استحقاق بطور سینیٹر مجروح ہوتا ہے کہ آپ نے ان کی integrity پہ کچھ باتیں کی ہیں۔ تو اس سلسلے میں لالیکا صاحب نے تو انکار کیا تھا اور اخبار کے تراشے کو پڑھا کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا : سینکڑوں تراشے پیش کئے تھے۔

جناب چیئرمین : جی ہاں جناب کانجو صاحب۔

جناب محمد صدیق خان کانجو : جناب چیئرمین میں سب سے پہلے تو اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل ممبران خواہ Senate کے ہوں یا Assembly کے ہوں اور پھر خصوصاً جو party کے لیڈران ہوں اُن کے لئے ہمیشہ ہمارے دل میں عزت ہے احترام ہے اور یہ قاضی صاحب کا استدلال کہ میری طرف سے یہ statement آئی ہے کہ قاضی صاحب نے جہاد افغانستان میں کروڑوں ڈالر یا پیسے خود استعمال کئے ہیں یہ قطعاً غلط ہے۔ اور اگر قاضی صاحب اس کو استحقاق کا ذریعہ بنا کر آگے رکھنا چاہتے ہیں تو میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ statement قطعاً یہ نہیں تھی۔

It is neither in affirmation of the news which had arrived or a denial. It was just a sort of mum when it was confronted by a question from an honourable journalist.

تو اس میں قطعاً کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس کے مطابق قاضی صاحب کی شان میں، میں نے یہ کہا ہو کہ انہوں نے doller کمائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب یہ statement آئی ہی نہیں تو استحقاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس کی روشنی میں آپ کے توسط سے قاضی صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا objective صرف یہ statement کا ہے تو وہ تو بڑا واضح ہے اور جو چھپ چکا ہے وہ بھی واضح ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں بھی پیش ہو چکا ہے تو جناب میں اس میں واضح طور پہ Floor of the House پر عرض کر رہا ہوں کہ قطعاً ایسی کوئی statement میری طرف سے قاضی صاحب کی شان کے خلاف نہیں آئی۔ میں اس

کی روشنی میں عرض کروں گا کہ اس سے استحقاق مجروح ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین : جی قاضی صاحب! اب دونوں وزراء نے کہا ہے کہ ایسی کوئی statement انہوں نے نہیں دی۔

قاضی حسین احمد : جی جناب والا! میرا تحریک استحقاق حقیقت میں اُس وقت کے افغانستان کے عبوری صدر مجددی صاحب کی ایک statement پر انہوں نے پاکستان میں پشاور میں ایک پریس کانفرنس میں دی یعنی ہمارے ساحل پر دی اُس کی وجہ سے میں نے وہ تحریک استحقاق دی تھی۔ میری جو بنیادی دلیل تھی وہ یہ تھی کہ اسی طرح کی ایک تحریک استحقاق ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب کی منظور ہو چکی ہے اور اُسکی ساری proceedings موجود ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں اس میں انہوں نے انکار تو نہیں کیا تھا کہ ہم نے statement دی ہی نہیں ہے۔ وہ article ایک آیا تھا۔

قاضی حسین احمد : جی نہیں جناب مجددی صاحب انکار نہیں کریں گے کہ میں نے statement نہیں دی۔

جناب چیئرمین : وہ تو کہتے ہیں کہ میں نے statement نہیں دی۔

قاضی حسین احمد : مجددی صاحب انکار نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین : مجددی صاحب! دیکھیں ایک سربراہ رہے ہیں۔ اُن کے خلاف ہمیں کیا اختیار ہے کہ ہم ان کے خلاف کارروائی کریں؟

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! انہوں نے پاکستان کے ساحل پر بیان دیا ہے اور وہ اب بھی پاکستان میں ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں آپ کا یہ کہنا ہے کہ غیر ملکی سربراہ کے خلاف سنٹ privilege motion admit کرے۔

قاضی حسین احمد : میں کہتا ہوں جی کہ ایک غیر ملکی سربراہ یہاں پر دورے پر آئے

تھے اُن کو میرے خلاف پروپیگنڈے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ وہ پھر اب پشاور میں ہیں۔ وہ اب سربراہ نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین : جی اب نہیں ہیں جس وقت بیان دیا تھا اُس وقت تھے۔

قاضی حسین احمد : جب بیان دیا تھا تو کسی ملک کے سربراہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مہمان ہو کر اُس ملک کی کسی سیاسی جماعت یا کسی سیاسی پارٹی کے سربراہ کے خلاف پروپیگنڈے کا ذریعہ بنے۔ جناب والا! میری بنیادی دلیل یہ ہے کہ اگر میں بددیانت ہوں تو میں Member of Parliament ہونے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ اور میں خود offer کرتا ہوں اپنے آپ کو کہ تحریک استحقاق admit کر کے committee کے سامنے پیش کریں تاکہ وہ تحقیق کریں کہ کیا میرے پاس ذرائع و وسائل میرے means سے زیادہ ہیں اور انہیں میں کہاں سے لایا ہوں؟ میں خود offer کرتا ہوں، پیشکش کرتا ہوں۔ اور یہ میں آپ سے ضرور پوچھوں گا کہ آپ مجھے یہ سمجھائیے کہ ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب کی تحریک استحقاق جو کہ انہوں نے ایک رپورٹ کی بنیاد پر کی تھی کہ اس میں اور اس میں کیا فرق ہے کہ آپ اس کو مسترد کریں گے جو بھی رولنگ دیں اس میں ضرور یہ بات کہیں کہ پہلے آپ نے جو تحریک استحقاق admit کی ہے اس میں اور میری تحریک استحقاق میں کیا فرق ہے؟

جناب محمد صدیق کانجو : جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے صرف دو منٹ میں عرض کرتا ہوں۔ بنیادی طور پر محترم قاضی صاحب کا جو پریولج موشن آیا تھا اس میں میرے محترم ساتھی سردار آصف، میاں عبدالستار لالیکا اور میرا نام تھا۔ تینوں کی طرف سے ایک واضح بات آچکی ہے کہ یہاں پر استحقاق اگر روزانہ سیاست کے پیرائے میں دیکھا جائے تو سب سے زیادہ اس ملک میں اگر کوئی واحد شخص کسی کا استحقاق مجروح کرتا ہے تو وہ محترم قاضی صاحب ہیں جن کے لئے آج تک یہاں کسی نے استحقاق move نہیں کیا ہے۔ اب تینوں کی طرف سے وضاحت آنے کے بعد آپ نے بجا طور پر فرمایا کہ یہ اُس وقت کے عبوری صدر افغانستان کے ایک بیان کے اوپر یہاں اپنے استحقاق کا سوال اُٹھا رہے ہیں اُس

کے علاوہ یہاں انہوں نے ایک offer کیا کہ جناب میں اپنے assets بتلانا چاہتا ہوں اور کمیٹی کی طرف چلا جائے تو وہ اس پریولج موشن کے علاوہ ایک علیحدہ فریش نوٹس آپ کو دے سکتے ہیں جس کے تحت آپ اپنے wisdom کو کام میں لائیں گے۔ یہ صرف قاضی صاحب کا ہی نہیں بلکہ ہر ممبر کا سامنے آسکتا ہے اور یہ نہائت ہی افسوس ناک بات ہے کہ یہ ایک ایسے بزرگ اور ایک ایسے لیڈر ہیں کہ یہ کہنا پڑے گا کہ کونسا سیاستدان اُنکے بیانات سے بچا ہوا ہے، جن کے متعلق انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار نہیں فرمایا۔ اب یہ قطعاً ایسی بات نہیں ہے۔ ایک تحریک استحقاق تین کا تھا ان میں آصف اور لالیکا شامل ہیں۔

جناب چیئرمین : اس حد تک تو بات ٹھیک ہو گئی ہے۔ اب نیا موضوع چھیڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب عبدالستار لالیکا: جناب ساری file ریکارڈ پر موجود ہے۔

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے کہ قاضی صاحب نے اپنی تحریک استحقاق پیش کر دی۔ انہوں نے اپنا استدلال کر دیا۔ آپ کی جانب سے یہ آیا کہ نہ آپ نے یہ بات کہی ہے نہ لالیکا صاحب نے کہی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ مجدد ی صاحب نے کہی ہے یا نہیں لیکن کہی بھی۔ ہو تو سوال یہ ہے کہ کیا سینٹ ایک غیر ملکی سربراہ کے خلاف تحریک استحقاق ایڈمٹ کر سکتا ہے؟

That is the question which I will have to decide.

تو میں سمجھتا ہوں کہ ساری کارروائی تو مکمل ہو گئی ہے۔ کیا قاضی صاحب مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

قاضی حسین احمد : جی کانجو صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ جن لوگوں کا میرے کسی بیان سے استحقاق مجروح ہوا ہے وہ تحریک استحقاق پیش کریں۔

جناب چیئرمین : جہاں تک ڈاکٹر بشارت الٰہی والا سوال تھا۔ اس میں فرق یہ ہے کہ

ڈاکٹر بشارت الٰہی کے بارے میں ایک میگزین میں آرٹیکل آیا تھا۔ اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ جی ہم نے یہ article نہیں دیا یا نہیں لکھا یا ایوان میں کسی member نے کہا ہو کہ جی میں نے یہ article نہیں لکھا۔ تو اس آرٹیکل کی بنیاد پر بات ہوئی تھی۔ لیکن یہاں پر تو وہ انکار کر رہے ہیں کہ ہم نے بیان ہی نہیں دیا۔ تو اب میں اسے reserve کر لیتا ہوں تاکہ آرام سے سوچ کر، آپ کی بات پر بھی غور کر کے ان کی بات پر بھی غور کر کے اور یہ بھی دیکھ کر کہ غیر ملکی سربراہ کے خلاف یہاں کوئی کارروائی کر سکتے ہیں یا نہیں، تو وہ فائل بھی دیکھ کر میں ruling میں دے دوں گا۔ ٹھیک ہے جی۔

قاضی حسین احمد : ویسے میں ایک وضاحت کروں گا جناب چیئرمین! کہ وہ غیر ملکی سربراہ نہیں ہیں۔ وہ پشاور میں رہتے ہیں۔ اگر آپ اس کی کوئی اصلاح نہیں کریں گے تو وہ پھر بھی بیان دیں گے ان کو استعمال کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین : مسئلہ یہ ہے کہ وہ اس وقت غیر ملکی سربراہ تھے۔ پھر سیاسی leader تو بیان دیتے رہتے ہیں۔ کئی دفعہ ہمارے senate میں یہ چیز آئی ہے کہ سیاسی لیڈر نے بیان دیا ہے تو بیانات کا جواب بیانات ہی ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ نے بڑی فصاحت و وضاحت سے یہ بات کہہ دی ہے کہ آپ تو ہر inquiry face کرنے کے لئے تیار ہیں اور آپ نے بڑی تفصیل سے کہا تھا کہ میرے اثاثے دیکھ لیں۔ میری ساری زندگی دیکھ لیں۔

قاضی حسین احمد : جناب! اگر یہ ایوان اس بات کا خیال نہیں رکھے گا کہ ان کے لوگوں اور اس کے ممبروں کی integrity بحال ہو تو کوئی فرق نہیں رہے گا۔ یعنی یہاں ہمیں کوئی سات سال ہوئے، میرا یہاں ساتواں سال ہے میں نے یہاں سے تنخواہ وصول نہیں کی۔ اس لئے کہ میں لوگوں کے سامنے بالکل کلین ہوں کہ میں ان کی خدمت کے لئے آیا ہوں۔ میں نے یہاں سے کوئی مراعات نہیں لیں۔ میں نے کوئی صحت کا بل ڈراء نہیں کیا۔ میں نے پوری سیاسی زندگی میں کسی قسم کی کوئی رعائت حکومت سے قبول نہیں کی۔ اور میں بالکل ایک آدمی کی طرح، درمیانے درجے کے پاکستانی شہری کی طرح رہتا ہوں۔ اگر

یہاں فرق نہیں رہے گا اس میں اور تمام لوگوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جائے گا اور بالکل دیانتدار لوگوں کی integrity پر حرف آئے گا۔ اور کوئی اس کا پوچھنے والا نہیں ہوگا تو ملک کی سیاسی زندگی تباہ ہو جائے گی اور کوئی سیاستدان محفوظ نہیں رہے گا۔

جناب محمد صدیق خان کانجو : جناب چیئرمین! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ قاضی صاحب نے ابھی جو سٹیٹمنٹ دی ہے اس سے کیا یہ سمجھا جائے کہ جو سینیٹر تنخواہ لیتا ہے یا جو سینیٹر صحت کی خاطر کوئی کام کرتا ہے وہ بددیانت ہے؟

جناب چیئرمین : نہیں نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان کانجو : ان کو negative طریقے سے سامنے لینا چاہیئے۔ اور یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : ماشاءاللہ ان کی صحت بڑی اچھی ہے۔ اگر وہ نہیں لیتے تو۔۔۔

(مداخلت)

قاضی حسین احمد : جناب والا! یہ ایوان کے اراکین کو میرے خلاف اکسا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میرے خیال میں اس معاملہ کو ختم کیا جائے۔

جناب محمد طارق چوہدری : پوائنٹ آف آرڈر جی۔

جناب چیئرمین : جی Point of order۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین! ابھی آپ نے یہ فرمایا ہے کہ مختلف سیاسی لیڈر مختلف طرح کے سیاسی بیانات دیتے رہتے ہیں اور اس طرح کے سیاسی بیانات کا جواب سیاسی بیان ہی ہوتا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے ہم اسی ایوان میں کراچی کے دو لیڈروں کے بارے میں بات کر چکے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر شریعت بل کو پاس نہ کیا گیا تو ایسے شریعت بل کی حمائت نہ کرنے والے قائدین کا گھیراؤ کریں گے۔

جناب چیئرمین : وہ محض سیاسی بیان نہیں تھا وہ دھمکی تھی۔ مجھے یاد ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : اور اسے admit کیا گیا تھا' تو یہ اسی طرح کی صورتحال ہے۔ یہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے لوگوں کو اس بات کی اجازت دے دینا کسی طرح مناسب نہیں ہو گا کہ سیاسی لیڈر جو بھی بیان دیتے ہیں وہ ٹھیک ہے۔

(مداخلت)

جناب محمد طارق چوہدری : آپ کا کہا ہوا ایک رولنگ ہو جاتی ہے۔

جناب چیئرمین : یہ رولنگ نہیں' observation ہوتی ہے۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ جس واقعہ کی طرف آپ اشارہ کر رہے ہیں وہ صرف بیان نہیں تھا ممبرز کو دھمکی تھی مجھے وہ یاد ہے لیکن جب کوئی مسئلہ آتا ہے تو اسی مسئلہ کے تناظر میں ہر چیز کو دیکھا جاتا ہے۔ یہ رولنگ نہیں ہوتی یہ تو ایک observation ہے۔ بہر حال اس قسم کی بھی رولنگز ہیں کہ سیاسی بیان استحقاق کی بنیاد نہیں بنتا۔ اس قسم کی رولنگز موجود ہیں۔ بہر حال میں اس پر رولنگ روزرو کرتا ہوں۔ ساری چیزیں سوچ کر اس پر فیصلہ کروں گا۔ جی جناب ڈاکٹر ریحان صاحب' آپ کا نمبر ۱۹ ہے خضدار کے بارے میں۔

(i) *RE:* THE INSTALATION OF TV BOOSTER AT KHUZDAR

ڈاکٹر محمد ریحان : بلوچستان کے ایک اہم علاقے خضدار کے لوگوں کی استدعا پر پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن نے وہاں پر مارچ میں بوسٹر install کیا تھا۔ لیکن بہت افسوس کی بات ہے کہ وہاں پر کچھ ایسے لوگ جو اپنے آپ کو عالم کہنے کے دعویدار ہیں وہ اس اہم' ایجاد کو جو کہ عوام کا حق بنتا ہے کہ دیکھے اور جو کہ آج کل کی زندگی میں نہایت ضروری چیز ہے کیونکہ اس کی نشریات علم بھی پھیلاتی ہیں' اور لوگ خبروں سے بھی باخبر رہتے ہیں' اس کے راستے میں وہ رکاوٹ بنے ہوئے ہیں نیوز اخبار کی رپورٹ کے مطابق وہاں پر transmessions ابھی تک شروع نہیں کی گئی ہیں۔ یہ بڑا قومی مسئلہ ہے اور ایوان کو اس کا notice لینا چاہیئے۔ اس پر بحث ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین : جی جناب وزیر اطلاعات۔

جناب عبدالستار لالیکا : جناب! میں اس کی پوزیشن واضح کر دیتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ خضدار میں جو بوسٹر لگایا گیا ہے وہ connected ہے ہمارے PTV-2 سے جو کہ educational chennal ہے۔ جاپان کی امداد سے ہم نے اسے شروع کیا ہے۔ PTV-2 پر صرف educational programmes آتے ہیں اور اس سال کے بجٹ میں اس کے لئے پندرہ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے مختلف وزارتیں' educational programmes تیار کریں گی جو اس سے telecast کئے جائیں۔ اور اب اس بوسٹر پر ہم test trails کے تحت پروگرام چلا رہے ہیں جو چھ بجکر پینتالیس منٹ سے شروع ہوتے ہیں اور دس بجکر تیس منٹ تک جاری رہتے ہیں۔ اس میں خبر نامہ بھی آتا ہے اور دوسرے مختلف پروگرام آتے ہیں۔ لیکن ان کے باقاعدہ جو پروگرام ہیں وہ اس وقت شروع ہوں گے جب مختلف وزارتیں اپنے تعلیمی پروگرام لے کر آجائیں گی۔ جہاں تک کوئی ایسا خیال ہے تو میں اس ایوان کے فلور پر یہ واضح طور پر کہتا ہوں کہ علماء کی طرف سے ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی علماء اس راستے میں کوئی رکاوٹ بنتے ہیں۔ میں ڈاکٹر ریحان صاحب کو ایک بار پھر یقین دہانی کراتا ہوں کہ جب یہ پورا complete system ہو جائے گا اور programme آجائیں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ ہم اس پر باقاعدہ programme telecast کرنے شروع کر دیں گے۔

جناب چیئرمین : تو ڈاکٹر ریحان صاحب اس statement کی روشنی میں کیا آپ اسے press کرتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد ریحان : میں اس میں صرف اس ضروری بات پر زور ڈال رہا تھا کہ کچھ لوگ، انہوں نے کہا علماء علماء پر کسی نے اعتراض نہیں کیا ہے۔ جناب یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ ہمیشہ روشنی اور علم کے خلاف رکاوٹیں کھڑی کرتے رہتے ہیں۔ صرف یہ پوچھنا تھا کہ کیا ایسے کچھ لوگ ہیں جو وہاں پر مزاحمت کر رہے ہیں یا کہ نہیں؟

جناب چیئرمین : بہر حال انہوں نے کہا ہے کہ ایسے لوگ نہیں ہیں۔ اور انہوں نے وضاحت کر دی ہے تو اس کی روشنی میں کیا آپ اسے پریس کرتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد ریحان : نہیں جی۔

جناب چیئرمین : Press نہیں کرتے۔اگلی Adjournment motion ہے نمبر ۲۷ جناب پروفیسر خورشید احمد اور قاضی حسین احمد کی ' وولر بیراج ایشو پر۔

(ii) THE CONSTRUCTION OF WULLAR BARRAGE

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! آج کے روزنامہ پاکستان نے نئی دھلی ریڈیو کے حوالے سے یہ خبر شائع کی ہے کہ پاکستان نے وولر بیراج پراجیکٹ کے سلسلے میں اپنی تجاویز میں کافی ردوبدل کیا ہے۔اور اس معاملے کو کسی ثالث کے سامنے نہ پیش کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ اہم قومی معاملہ ہے اس لئے سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر فوری طور پر اسے زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman: It is being opposed.

جی فرمائیے۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! یہ وولر بیراج جس کو اب نیا نام دیا گیا ہے اور انڈیا کی طرف سے نئی خبروں میں اس کو Turbal Navigation Project کا نام انہوں نے دیا ہے اور یہ دریائے جہلم پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ بنیادی طور پر اس پر ہمیں دو اعتراضات ہیں پہلا اعتراض یہ ہے کہ یہ Indus Basin Water Treaty کے خلاف ہے جس میں دریائے جہلم پر پاکستان کو مکمل حق دیا گیا ہے۔ دریائے سندھ ' دریائے چناب اور دریائے جہلم اور اس میں ہندوستان کو پانی لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ان کا یہ موقف ہے کہ یہ Navigation project ہے اور یہ irrigation project نہیں ہے لیکن جناب چیئرمین! اگر turbal navigation project جو انہوں نے بنایا ہے تو اس کے بھرنے کے لئے وہ ۴۰ دن تک پانی روکے رکھیں گے ڈیم میں پانی نہیں آئے گا اور اس طریقے سے ہمارا irrigation project جو ہے وہ متاثر ہو گا اس لئے وہ یہ کہیں بھی کہ یہ irrigation project نہیں ہے '

navigation project ہے لیکن وہ پانی کو کنٹرول کرتا ہے پانی کو روکتا ہے اور پھر جب وہ چاہیں گے وہاں سے وہ پانی چھوڑ سکتے ہیں اور اگر بارشوں کے موسم میں وہ پانی چھوڑ دیں گے تو وہ پانی flood بھی پیدا کر سکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ہمارا irrigation کا پورا سسٹم خراب ہو سکتا ہے۔ جناب چیئرمین دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ کشمیر پر اور اس کے پانی پر بھارت کا حق ماننے کے مترادف ہے وہ sovereign ہے اور کشمیر اس کا حصہ ہے اگر ہم کشمیر کے کسی پروجیکٹ پر ہندوستان کے ساتھ بات چیت کرتے یعنی اگر یمنٹ نہیں بھی ہوتا لیکن بات چیت کرتے ہیں تو اس بات چیت کے نتیجے میں ہم اس کا وہ حق تسلیم کرتے ہیں کہ کشمیر ہندوستان کا حصہ ہے اور ہم کشمیر میں بننے والے کسی پروجیکٹ کے بارے میں ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور اس پر بات چیت کر رہے ہیں اور جب یہ Treaty sign ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے کشمیر پر بھارت کا حق تسلیم کر لیا ہے۔ جناب والا یہ recent occurrence کا اس لئے ہے کہ Wollar Barrage کا مسئلہ تو ایک مدت سے چلا آ رہا تھا لیکن بالکل recently بھارت نے کہہ دیا کہ پاکستان تیار ہے یعنی دوسرے نام سے turbal navigation Project کر کے پاکستان تیار ہے اور یہ next secretarial meeting ہو گی اس میں یہ sign ہو جائے گا۔ تو جناب والا! اسی لئے میں کہتا ہوں کہ یہ بہت بڑی قومی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اور بالکل حال ہی میں اس پر بات چیت ہوئی ہے اور یہ سب سے پہلی فرصت میں ہم نوٹس کے ذریعے سے یہاں لائے ہیں اس لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اس پر بحث کی جائے۔

راجہ نادر پرویز خان: شکریہ جناب والا! میں قاضی صاحب کے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔

He has very rightly pointed out and exposed his feelings regarding the Wollar Barrage?

یہ ان کا حق ہے۔ میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

پاکستان government کبھی Pakistan کے interest پر compromise نہیں کرے گی۔ India 1984 Wollar Barrage میں بنانا شروع کیا۔ پاکستان نے protest and کیا جیسے انہوں نے فرمایا کہ the construction of Wollar Barrage was stopped انڈیا کا جو stand تھا اور ہمارا stand یہ تھا کہ Our waters will be affected according to the Indus Water Treaty of 1960 جس میں دریائے سندھ، جہلم اور چناب کا پانی جو ہے total control of Pakistan میں ہے اور جیسا قاضی صاحب نے کہا کہ ایک agreement sign ہونے والا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا کوئی ایسا خیال نہیں ہے اور ان کو جو انفارمیشن ملی ہے That is not based on facts Bilateral talks ابھی تک جاری ہیں۔ The last talks جو دھلی میں ہوئی تھیں، Secretary level تک That was between on 6 and 9th of August اور talks چل رہی ہیں ہم نے اپنے stand کو compromise نہیں کیا اور نہ کوئی substantial changes ہمارے stand میں آئی ہیں جیسا کہ انہوں نے کیا۔ This was the only a news on the Indian Radio. جس سے انہوں نے news آگے لی ہیں

As far as Pakistan's stand is concerned, we are firm on our stand on the Wollar Barrage. It has not changed. And the interest of Pakistan will never be compromised on any issue. Sir, I اور ہم نے جو stand لیا تھا Indust Water جو Wollar Barrage کہ assure the honourable Member Treaty کی انڈیا violations نے کی ہیں اُن کے اوپر ہمارا stand بہت clear ہے یہ ان کو نہیں بنانے دیں گے اور خدانخواستہ اگر bilateral talks کے ذریعے سے compromise نہ ہو سکا۔ Then we can take a different stand at arbitrator or international level.

جناب چیئرمین : قاضی صاحب کیا اس بیان کے بعد آپ اپنی تحریک پر زور دیتے

ہیں؟

قاضی حسین احمد: میں پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، پریس نہیں کی گئی۔

BILLS REGARDING THE WOMEN SEATS

Mr. Chairman: I think, the time for Adjournment Motions is over. Now we take up the next item - Item No. 2, Mr. Muhammad Ali Khan, Dr. Noor Jehan Panezai and Syed Fasieh Iqbal to move that the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan be presented.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, Sir, I suggest that we keep this pending for the present because the Government intends to bring such a Bill and I have been given assurance by the Minister-in-charge that they are looking into it. So, if the take it up it will be easier to pass it earlier because if we take it ourselves as Private Members Bill it will not be possible to discuss it as it will be coming after a week. So, let the government do it and we request that it should be kept pending for the present.

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: جناب چیئرمین! مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا for the last three years میں کیا ہوا ہے؟ سابقہ حکومت کے بھی دو سال لگے ہیں اور تقریباً ہماری حکومت کو بھی ڈیڑھ سال ہو چکا ہے اور پچھلے دو غیر سرکاری کارروائی کے دنوں پر بدقسمتی سے آپ نہیں ہوتے تھے اور یہ بل مجھے نہیں لانا پڑتا تھا کیوں کہ میں خود اس کی محرک ہوں لیکن اب leader of the House نے کہہ دیا لیکن لیڈر آف دی ہاؤس یہ یقین دہانی کیسے کرا سکتے ہیں؟ چوہدری صاحب تو مجھے ڈیڑھ سال سے کہہ رہے ہیں کہ بی بی آپ اسے ہٹائیں میں خود اسے لانا چاہتا ہوں۔ ہم حکومت کی طرف سے اسے لانا چاہ رہے ہیں کیا یہ ہمیں یہ یقین دھانی کراتے ہیں کہ اگلے ہفتے یہ بل ضرور آئے گا اور اس کو Cancel کر لیا جائے ورنہ ویسے تو یہ تین سال سے ملتوی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ہم کب تک جائیں گے۔

یہ مسلم لیگ پاکستان کی خالق جماعت ہے۔ انہیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ تحریک پاکستان میں عورتوں کا کیا کردار تھا لیکن ڈیڑھ سال ہو چکا ہے عورتوں کے بارے میں ان کی خاموشی اور یہ ٹال مٹول میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کیا ہمیں حکومت یہ یقین دھانی کراتی ہے کہ اگلے ہفتے یہ ضرور ہو گا اس کے بعد ہی بات ہو سکتی ہے ورنہ اس کو آپ کب تک ٹالتے رہیں گے ؟

سید فصیح اقبال : جناب والا! میں بھی محترمہ ڈاکٹر صاحبہ سے اتفاق کرتا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین : لیکن ڈاکٹر صاحبہ آج تو دو تہائی اکثریت بھی نہیں ہے تو آپ کیا کریں گے۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین تین یا چار سال ہو گئے ہیں اور میرے خیال سے ہمارے سارے ممبران بھی حیران ہیں کہ یہ بل ہر پرائیویٹ ممبرز ڈے پر آتا ہے اور چلا جاتا ہے جس وقت ڈاکٹر صاحبہ بیٹھی تھیں یہ پاس ہو سکتا تھا ڈاکٹر صاحبہ نے بہت زور دے کر کہا کہ میں چیئرمین ہوں میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں اگر یہ اس دن پاس کر دیتے بات یہ ہے جناب کہ خواتین کے سلسلے میں یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے اور پے در پے ہر حکومت کو جب بھی عورتوں کی ضرورت ہوئی ہے انہوں نے مصلحتوں سے کام لیا ہے اور مجھے افسوس ہے۔ مسلم لیگ حکومت کا تو مینڈیٹ تھا کہ جس دن یہ حکومت آئے گی اسی دن یہ قرارداد آئے گی اور میرا خیال ہے کہ حکومتی بنچوں اور اپوزیشن میں اس میں کوئی اختلاف نہیں تھا اور پچھلی حکومت میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ عورتوں کے سلسلے میں ان سے زیادتی ہوئی ہے لہٰذا یہ میرا خیال ہے اور مجھے افسوس ہے کہ جتنے منسٹر ماشاءاللہ موجود ہیں سب نے بار بار یقین دھانیاں کرائی ہیں بلکہ اس ایوان کو لیڈر آف دی ہاؤس نے بھی یقین دھانی کرائی ہے۔ ہماری پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بھی یقین دھانی کرائی گئی ہے۔ اس کا کیا علاج کہ جس وعدے کا یہ عورتوں کے سلسلے میں ذکر کرتے ہیں پتہ نہیں وہ کیا ہے ؟ اب میرا خیال ہے کہ کسی جگہ سے اس بل کی کوئی مخالفت نہیں ہے یہ سیٹیں نہ ہونا عورتوں کے ساتھ

سریحاً ظلم ہے۔

جناب چیئرمین : آپ چاہتے ہیں کہ یہ آج کر لیا جائے۔

سید فصیح اقبال : بالکل کیا جائے اور اب دو تہائی ماشااللہ اکثریت ہے۔

جناب چیئرمین : دو تہائی اراکین کہاں ہیں۔ پورے ایوان میں صرف ۳۵ اراکین نظر آرہے ہیں۔

سید فصیح اقبال : آپ اس آنکھ سے دیکھیں کہ سارا ایوان بھرا ہوا ہے اور میں ڈاکٹر صاحبہ سے اتفاق نہیں کرتا کہ انہوں نے بڑی نرمی سے کہہ دیا کہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین : آپ ڈاکٹر صاحبہ سے اتفاق نہیں کرتے ' ڈاکٹر صاحبہ محمد علی صاحب سے اتفاق نہیں کرتیں۔

سید فصیح اقبال : وہ ان سے اتفاق کر رہی ہیں کہ کوئی assurance دلائے یا تو چیئرمین صاحب آپ ایشورنس دلائیں۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : یہ ۳ سال سے ہمیں ایشورنس دلا رہے ہیں۔ آپ ہمیں یہ کیا کہہ رہی ہیں کہ کیا یہ ضروری ہے کہ اگلے ہفتے پاس ہو جائے گا؟

سید عباس شاہ : اچھا فیصلہ یہ ہوگا کہ ہم ممبر آف دی ہاؤس two third majority volunteerily پوری کریں اور اس کو پاس کریں۔

جناب چیئرمین : وہ حاضری ensure کریں۔

سید عباس شاہ : حاضری ہم خود ensure کریں گے۔ اچھا دوسری بات یہ کہ فصیح صاحب کس حصے کو represent کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : constitutional amendment کے لئے آپ کو ۵۸ کی ضرورت ہے۔ آج ۳۵ لوگ ہیں۔

جناب فتح محمد خان : جناب ڈیڑھ سال تو ہماری حکومت کو ہو گیا ہے اور پچھلی حکومت کا مجھے پتہ نہیں ہے یہ کہتے ہیں ڈیڑھ سال۔۔۔

جناب چیئرمین : ۲۲ مہینے ان کے بھی ہو گئے ہیں۔

جناب فتح محمد خان : زیادہ تکلیف دینے والی بات یہ ہے کہ ہمارے لیڈر نے یہ بل پیش کیا ہے اور ہر دفعہ وہ کہتے ہیں کہ میں assurance دیتا ہوں جب لیڈر آف دی ہاؤس کی یہ حالت ہو تو ہمیں تو اس بات پر افسوس ہے کہ ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس کہتے ہیں کہ ایشورنس دے دو۔ تو یہ ڈراپ کریں یا لے لیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب چیئرمین! یہ چونکہ بہت اہم مسئلہ ہے اور کافی وقت اس آگست ہاؤس میں لگا ہے۔ شاید مجھے سمجھ نہ آئی ہو تو جناب چیئرمین ایک تو اصولی بات ہے کہ عورتوں کی نمائندگی ان کا حق ہے اور ہونا چاہیئے لیکن یہاں جو بل لایا گیا ہے اور اس میں جو امنڈمنٹ پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ چار جنرل الیکشن یعنی تین جنرل الیکشن آرٹیکل ۵۱ میں تھے۔ اب جو امنڈمنٹ ہو گی وہ چار جنرل الیکشن اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے حساب سے یہاں ressons for objectives میں دیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تین مکمل ہو گئے ہیں یعنی ۷۷ء، ۸۵ء اور ۸۸ء میرے خیال میں ایک جنرل الیکشن already ہو گیا ہے یعنی ۹۰ء والا تو چار الیکشن ہو گئے پہلے سے یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ایک جنرل الیکشن ہو اور پھر اس کو مسلسل ملتوی کیا جا رہا ہے۔ mover سے میری request ہے کہ یہ ہمارے ساتھ کوئی کھیل نہ کھیلا جائے۔ مسلسل یہ بات آ رہی ہے اور پھر وزیر پارلیمانی امور ہمیشہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ آنے والے وقت میں ہم یہ کریں گے۔ اگر وہ کرنا ہے تو ہمیں گارنٹی دے دیں کہ کس وقت وہ کریں گے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر پانیزئی

ڈاکٹر نور جہان پانیزئی: آپ کو یہ insure کرانا چاہیئے کہ یہ آئیگا تو یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم آپ کو اگلے اتوار کو two third majorities کر دیں لیکن ان کے پاس یہ کیا ثبوت ہے کہ پھر اگلے ہفتے، اگلے ہفتے نہیں کریں گے؟ ممبر complete کرنا ہمارا کام ہے۔ ہاؤس کا کام ہے کہ وہ پورے کروا دیں گے۔ لیکن آپ ہمیں ایشورنس تو دے دیں کہ آپ

نے اس کو کرنا ہے۔

جناب چیئرمین : اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر : چیئرمین صاحب مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی تھی۔ اس بل کے موور ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس ہیں اور اس بل کی اہمیت کو وہ تسلیم کر چکے ہیں۔ پورا ہاؤس تسلیم کرتا ہے۔ اب لیڈر آف دی ہاؤس ہوتے ہوئے ہمارے محترم ہوتی صاحب کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہر قیمت پر وہ ٹو تھرڈ میجارٹی اس ہاؤس میں پیش کریں دیگر ممبران ہمارے ساتھ ہیں تو ہم یہ کہیں گے کہ جب تک یہ بل پاس نہیں ہوتا ہم کوئی دوسرا بل پاس ہی نہیں کریں گے۔ بس پھر احتجاجاً ہم کوئی بل پاس نہیں کریں گے۔

سید اشتیاق اظہر : جناب ڈاکٹر پانزئی اور دوسرے حضرات سے مجھے پورا اتفاق ہے۔ یہ بل منظور ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : معلوم ہوتا ہے کہ اس بل پر consensus ہے۔ چوہدری امیر حسین صاحب۔

چوہدری امیر حسین : جناب میری پہلی گزارش تو ہے کہ جس طرح یہ بل pass کرنے کے لئے یہاں رکھا گیا ہے یہ ویسے ہی ditective ہے اور ایک ناانصافی کی جا رہی ہے۔ اگر صرف آرٹیکل ۵۱ میں ترمیم کر دی جاتی ہے اور article 106 میں نہیں کی جاتی تو پھر صوبائی اسمبلی میں بھی عورتوں کی جو سیٹیں ہیں وہ اس سے محروم ہو جاتی ہیں اور چاروں صوبوں کی صوبائی اسمبلیوں کو اس سے محروم کر دیا جائے گا جناب والا! ایک تو میری اس میں یہ گزارش ہے۔ دوسرا جس طرح آپ نے خود اور میرے بھائی عباس شاہ صاحب نے بھی Pointout کیا کہ آئینی ترمیم ہے اس کو pass کرنے کے لئے to third majority تقریباً 59 members of the house چاہیئے ہیں۔ اس کو pass کرنے کے لئے جو کہ آج موجود نہیں ہیں آج اگر pass کرتے ہیں تو two third majority of the total نہیں ہوتی ' تو یہ از خود drop ہو جائے گا۔ جناب والا! میری تیسری گزارش یہ ہے کہ

government نے پہلے ہی قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں عورتوں کی نشستوں کے لئے لاء منسٹری کی طرف سے ایک بل بنایا ہے اور کیبنٹ نے اس کی منظوری دے دی تھی۔ کیبنٹ کی منظوری کے بعد at the appropriate time وہ پھر ایوان میں لانا ہوتا ہے۔ سارے حالات دیکھتے ہوئے میں آپ سے درخواست کرونگا کہ یہ اس ہاؤس کی اچھی روایت ہے کہ interfers نہیں کیا جاتا اپنی بات کی جاتی ہے' تو وہ آپ کریں' جناب والا! وہ گورنمنٹ لائے گی اور اس وقت اس کے لانے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم عورتوں کے لئے women سیٹوں کے ساتھ اس کو پیش کر کے doop کرانا چاہتے ہیں کہ وہ یہاں اسمبلیوں میں نہ آسکیں۔ اگر آج پریس کیا جاتا ہے تو آج یہ پاس نہیں ہو سکتا۔ اتنی majority نہیں ہے۔ میں یہ کہونگا کہ یہ عورتوں کے ساتھ ایک دشمنی ہو گی۔ ویسے بھی یہاں جیسے مندوخیل صاحب نے فرمایا کہ fourth election ۹۰ء کا ہو چکا ہے' تو روز آئینی ترمیمیں نہیں ہوتیں۔ کسی آئین میں ترمیم کرنے کے لئے بہت سے پہلوؤں کو دیکھنا ہوتا ہے۔ اس میں جلد بازی نہ کی جائے۔ گورنمنٹ کی طرف سے Cabinet میں approve ہو چکا ہوا ہے۔ اس کو مناسب وقت میں ایوان میں پیش کیا جائے گا اور کوشش کی جائے گی کہ two third majority سے اس کو پاس کرایا جائے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Bisharat Ellahi: Thank you Mr. Chairman, Sir. The honourable Minister's assurance is no assurance.

بل میں جو خامیاں ہیں انہیں تو ضرور دور کرنی چاہئیں۔ لیکن یہ appropriate time کی بات کیوں کرتے ہیں؟ I agree with that, appropriate time یہ دو سالوں میں نہیں آیا کیا اگلے دو سالوں میں آجائیگا I do not know what the appropriate time is. there is nobody in this House who is allergic to this bill or who does not want to support it. I am sure the members of the National

Assembly also want that this Bill should go through. We are depriving women of their right یہ تو کہہ رہے ہیں کہ جی عورتوں کے ساتھ دشمنی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں آج drop ہو جائیگا ہم تو کہتے ہیں ٹھیک ہے جی۔ If they say that the government is not interested in bringing a Bill, we will amend this Bill and we will see to it that we have two third majority in this House as soon as possible. We can do that.

لیکن یہ مجھے بتائیں کہ یہ دوستی کب ظاہر کریں گے۔ آج اپنی عورتوں کے ساتھ ہم تو دشمنی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

When will that appropriate time come?

Mr. Chairman: Muzammil Shah Sahib.

سید مزمل شاہ : جناب چیئرمین! اس سلسلے میں جناب پرائم منسٹر صاحب نے پارلیمانی میٹنگ میں فرمایا تھا کہ اس بل کو بہت جلدی پاس کر دیا جائے گا یا گورنمنٹ کی طرف سے نیا بل آجائے۔ تو اس ضمن میں جیسے میرے محترم ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب نے فرمایا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے کہ متعلقہ منسٹر چوہدری صاحب ہمیں اس بات کی ایشورنس دے دیں کہ اگلے سیشن میں وہ یہ بل گورنمنٹ کی طرف سے لے آئینگے اور اسی صورت میں لے آئینگے کہ 52% فیصد آبادی کو ان کے حقوق مل جائینگے۔ اس کے لئے بھی یہ ہاؤس تیار ہے نمبر ون اور نمبر ٹو موجودہ جو بل ہے اس میں جو خلاء ہے اس کو مکمل کرنے کے بعد اس بل کو اسی ہفتے میں یا اسی سیشن کے دوران کسی دن بھی لایا جائے تو یہ assurance ہم دیتے ہیں کہ یہاں پر 75% فیصد حاضری مکمل ہو گی۔ ان دونوں صورتوں میں یہ مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور الیکشن کے وقت آئی جے آئی کے منشور میں یہ بات شامل تھی۔ اس وقت سے لیکر اب تک یہ معاملہ delay ہو رہا ہے۔ یہ بات قطعی طور پر مناسب نہیں ہو گی۔ اس سلسلے میں جیسے کہ ہمارے کچھ دوستوں نے کہا ہے کہ پھر یہ ہاؤس اس بات کے لئے مجبور ہو گا کہ جب تک اس بل کو پاس نہیں کیا جائے گا ہم دوسرے کسی بل کو پاس نہیں کریں گے۔ اس

لئے میری یہ تجویز ہے کہ اس بل کو جتنا جلدی ممکن ہو سکے ' اس ہاؤس میں لایا جائے یا چوہدری صاحب ہمیں اس بات کی یقین دہانی کرائیں کہ اگلے session میں وہ لازماً گورنمنٹ کی طرف سے یہ بل لائیں گے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار: جناب والا! پاکستان ایک جمہوری ملک ہے اور اس جمہوریت کی گاڑی میں ہماری جتنی مائیں ' بہنیں ' مستورات ہیں وہ برابر کی شریک ہیں بلکہ ہم سے کچھ زیادہ ہیں لہٰذا اس جمہوری گاڑی کو چلانے کے لئے ضروری ہے کہ ان کو ساتھ لے کر چلیں لیکن اگر ہم نے ان کے حقوق کی پامالی اس طرح کی جس طرح کہ ہم کر رہے ہیں ' جس طرح اس وقت ہاؤس میں ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کے ساتھ مذاق ہے۔ میرے خیال میں اس بل کو جتنی جلدی لایا جائے ' جتنی جلدی اس پر بحث کی جائے اور جتنا جلدی اس کو پاس کیا جائے اتنا ہی جمہوریت کے لئے بہتر ہو گا اور ۳ / ۲ کی میجارٹی بنانا ہمارا کام ہے ہم اپنی یہ majority پوری کریں گے۔ اگر جمہوریت پر ہمارا ایمان ہے اور جمہوری اقدام کو ہم سمجھتے ہیں جانتے ہیں تو ہمیں یقیناً اس بل کو پاس کرنا ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! میں تو اس وقت اس بل پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن کچھ باتیں اس طرح کی سامنے آئی ہیں جو خلاف حقیقت ہیں اس لئے میں ان کے بارے میں کچھ اپنی observations دینا چاہتا ہوں۔ میں یہ واضح کر دوں کہ میں اس وقت اس کی حمایت یا مخالفت میں نہیں اٹھا ہوں بلکہ کچھ باتوں کی وضاحت کے لئے کھڑا ہوا ہوں جو کہ ضروری ہیں۔ ایک بات تو یہ کہی گئی ہے کہ پورے ہاؤس کا consensus ہے ہاؤس چاہتا ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ ابھی اس پر ہاؤس نے بات نہیں کی ہے۔ دوسرا یہ کہا گیا ہے کہ یہاں 52% فیصد آبادی خواتین کی ہے ' خواتین ہمارے لئے محترم ہیں ' ہم ان کا احترام کرتے ہیں ' ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ ہم بنیادی طور پر عورت اور مرد میں فرق

نہیں کرتے ہیں بلکہ دونوں ' انسان ہیں 'اور ایک ہی نفس واحدہ سے پیدا ہوئے ہیں مرد بھی اور عورت بھی۔اس لئے ان دونوں کو ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے مقابل یا ضد میں کھڑا کرنا میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر غلط ہے۔ ہمارے جو قومی شاعر ہیں انہوں نے یہ کہا ہے

نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد

تو مرد عورتوں کا نگہبان ہے اور مرد عورتوں کے حقوق کا محافظ ہے اس لئے یہ کہنا کہ مردوں کی نمائندگی ہو رہی ہے اور عورتوں کی نمائندگی نہیں ہو رہی ہے صحیح نہیں ہے۔ مرد عورتوں کی بھی نمائندگی کرتے ہیں ' مرد عورتوں کے بیٹے ہیں ' کیسے وہ عورتوں کی نمائندگی نہیں کرتے ہیں؟

جناب والا !اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ ملک کے اندر ایک نظام ہے بالغ رائے دہی کی بنیاد پر الیکشن ہوتے ہیں ' خواتین بھی الیکشن میں حصہ لے سکتی ہیں مرد بھی لے سکتے ہیں ' کسی کے اوپر کوئی قدغن نہیں ہے ' کچھ خواتین کا یہ خیال ہے کہ ہم آبادی میں 52% فیصد ہیں اور ہم ان کی نمائندگی کرتے ہیں تو ان کو 52% فیصد کے ووٹ لے کر سامنے آنا چاہیئے۔ خواتین کے ووٹ لے کر یہاں آنا چاہیئے اور اس طرح کی خواتین اسمبلی میں آئی بھی ہیں ' ان پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔اس سسٹم میں جو بہت بڑا flaw ہے وہ یہ ہے کہ جو خواتین اس طریقے سے elect ہوتی ہیں وہ خواتین کی نمائندگی نہیں کرتیں بلکہ وہ مردوں کی نمائندگی کرتی ہیں اور یہ مردوں کی کمزوری ہے۔ یہاں پر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری کچھ نمائندہ خواتین elect ہو کر آجائیں۔ان خواتین کو ' خواتین تو ووٹ نہیں دیتیں۔ وہ مردوں کی اسمبلی سے ووٹ لیتی ہیں اور پھر مردوں کی ہی نمائندگی کرتی ہیں۔اس طرح مردوں کی پسند خواتین ہوتی ہیں۔ خواتین کی پسند خواتین نہیں ہوتی ہیں۔

جناب والا! خواتین کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ اس طرح کی جو خواتین

indirect طریقے سے elect ہوتی ہیں اس میں majority اپنی majority کو غیر جمہوری طریقے سے بڑھاتی ہے یعنی جب وہ خواتین elect ہو جاتی ہیں تو وہ اپنی majority میں اپنی اکثریت میں اضافہ کرنے کے لئے غیر جمہوری طریقے سے اختراع کر کے مزید اپنی majority بڑھاتی ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ میری observations ہیں۔ میں اس وقت اپنی اس پر پوری رائے نہیں دیتا ہوں لیکن چونکہ اس طرح کی بات چل پڑی ہے اس لئے میں نے یہ ضروری سمجھا کہ یہ بات ریکارڈ پر لائی جائے کہ یہ پہلو بھی اس مسئلہ کا موجود ہے۔

جناب چیئرمین : جی، ڈاکٹر پانیزئی صاحبہ، آپ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں؟

ڈاکٹر نور جہان پانیزئی : میں قاضی صاحب کا بہت احترام کرتی ہوں قاضی صاحب کی اپنی ایک سیاسی سوچ ہے، میں اس پر ان کی مخالفت نہیں کرتی ہوں لیکن قاضی صاحب نے یہاں ایک بات کی ہے کہ یہاں جو عورتیں آتی ہیں وہ مردوں کے ووٹ سے آتی ہیں تو میں پھر قاضی صاحب کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جب جنرل الیکشن ہوتے ہیں تو پھر مرد حضرات اُس وقت عورتوں کے ووٹ کا بائیکاٹ کریں۔ اس وقت یہ کیوں عورتوں کے ووٹ لیتے ہیں۔ کہ جب مرد عورتوں کے ووٹ لے سکتے ہیں تو عورت بھی اگر مردوں کے ووٹ لے لے تو اس میں کیا زیادتی ہے؟ اس طرح قاضی صاحب! فرق تو آپ نے پھر mention کر دیا ہم نے تو نہیں کیا تھا۔ مرد اگر عورتوں کے ووٹ لے سکتے ہیں تو عورتیں بھی مردوں کے ووٹ لے سکتی ہیں۔ میں آج یہاں پر اس فلور پر صاف کہہ دینا چاہتی ہوں کہ میرے جو مرد بھائی جیتے ہوئے آئے ہیں وہ زیادہ تر عورتوں کے ووٹوں سے آئے ہیں۔ اگر دھاندلی کرتی ہے تو عورت کرتی ہے وہ چادر بدل کر اور برقعے بدل کر اپنے بھائیوں اور باپ کو جیتانے کے لئے۔ دس دس ووٹ ڈالتی ہیں۔ وہ عورتیں ہی ہوتی ہیں اگر عورتیں ان کے لئے کام کر سکتی ہیں تو عورتیں، عورتوں کے لئے زیادہ کام کر سکتی ہیں۔ اس لئے میں قاضی صاحب کی اس بات سے اختلاف رکھتی ہوں۔ ویسے میں ان کا بڑا احترام

کرتی ہوں تاہم وہ یہ نہیں کہیں کہ عورتیں مردوں کے ووٹ سے آتی ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرد عورتوں کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آتے ہیں یہ ذہن میں ضرور رکھیں۔

جناب چیئرمین : ویسے ایک کیس ایسا بھی پکڑا گیا تھا کہ مرد نے برقعہ پہن کر ووٹ ڈالا تھا۔

I think we will now close this discussion.

جناب شہزاد گل : جناب والا۔

جناب چیئرمین : بس جی' میرا خیال ہے کہ کافی ہو گیا ہے۔ آج اس پر ڈسکشن تو نہیں ہونا ہے۔

چوہدری امیر حسین : آج اسے پیش کر دیں۔

جناب چیئرمین : جناب محمد علی خان صاحب۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Thank you Mr. Chairman, Sir, during the discussion one honourable member of this august House stated on the floor of this House that I as a Leader of the House had given an assurance to the House that the government would be moving a Bill in this connection. Sir, in order to set the record straight I would humbly suggest and emphatically say that on no account whatsoever I had stated in this very House that I am giving an assurance. Afterall there is a saying in Persian that

من انم کہ من دانم

I am not in the position to give an assurance on behalf of the government. It was the Minister for Parliamentary Affairs who stated here that the government is coming out with such a Bill and asked all the three of us that it should be kept pending. It is just only to set the record straight.

Syed Abbass Shah: Sir, I differ with my honourable Leader of the House, as Leader of the House according to the Constitution and traditions is representing the Prime Minister. He is a nominee of Prime Minister and any assurance in my opinion from one leader of the House is assurance from the government.

جناب چیئرمین : جی، محمد علی خان صاحب، آپ نے کوئی اشورنس نہیں دی ہے۔

جناب محمد علی خان : نہیں جی۔

جناب چیئرمین : چوہدری امیر حسین صاحب، تو finally اس پر کیا کیا جائے؟

چوہدری امیر حسین : finally بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ آج یہ بل نہ لیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بل defeat ہو جائے کیونکہ آج ۳/۲ majority نہیں ہے۔ میں نے کہا ہے کہ کابینہ نے منظوری دے دی ہے۔ اس بات کو realize کرتے ہوئے کہ عورتوں کی سیٹیں ہونی چاہیں اور یہ کابینہ کی منظوری کے بعد ہاؤس میں بل لائے جاتے ہیں اور ہم یہ مناسب وقت پر لے آئیں گے جس طرح آج consideration کے لئے یہ مناسب وقت نہیں ہے۔ یہ مناسب وقت آج پرائیویٹ بل کے لئے بھی نہیں ہے ورنہ otherwise میں کہتا کہ ٹھیک ہے کہ consideration کے لئے اس کو move کریں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ defeat bill ہو جاتا ہے Therefore, the government has already decided it and that will be brought before the House at the appropriate time یہ میری گزارش ہے۔

جناب چیئرمین : جناب! شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل : جناب والا! ۔۔۔۔

جناب عبدالرحیم خان مدوخیل : جناب والا! یہ مناسب وقت کی ذرا تشریح کر دیں۔

جناب شہزاد گل : جناب والا، میں کئی دفعہ کھڑا ہوا ہوں لیکن جناب نے کبھی اس طرف دیکھا اور کبھی اُس طرف دیکھا۔ لیکن مجھے کچھ کہنے کا موقع نہیں دیا۔ نہ ہی میری پارٹی کو اس بل پر بات کرنے کا موقع دیا گیا۔

جناب چیئرمین : تو آپ فرمادیں۔

جناب شہزاد گل : میں آپ کے رویئے کے خلاف بطور احتجاج واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : تو آپ اب فرمادیں۔

جناب شہزاد گل : جناب! میں دس دفعہ اٹھا ہوں۔

جناب چیئرمین : میں آپ کو موقع دے رہا ہوں' شہزاد صاحب بات تو سنیں۔ آپ فرمادیں۔ میں آپ کو موقع دے رہا ہوں۔

جناب شہزاد گل : (باہر جانے سے پہلے واپس آگئے) میں جناب دس دفعہ اٹھا ہوں کبھی آپ نے اس طرف دیکھا اور کبھی اُس طرف دیکھا۔

جناب چیئرمین : شہزاد صاحب میں نے کہا تھا کہ آج بل تو پیش نہیں ہو رہا ہے۔

جناب شہزاد گل : بل تو نہیں پیش ہو رہا تھا لیکن پھر بھی ہر ایک کو اپنی بات کہنے کا حق ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے' آپ بات کریں۔

سید عباس شاہ : جناب والا! یہ صحیح نہیں کہہ رہے ہیں صرف ایک بار اٹھے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں دس بار اٹھا ہوں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے' شہزاد گل صاحب آپ فرمائیں۔

جناب شہزاد گل : جناب والا! طریقہ کار ایسے ہونا چاہیئے کہ ہر ایک کو بات کرنے کا موقع ملنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : بل کے میرٹ پر تو آج بات ہو نہیں رہی ہے لیکن اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو کرلیں۔

جناب شہزاد گل : ٹھیک ہے لیکن اس مسئلہ پر تو میرے خیال میں بیس آدمیوں نے بات کرلی ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے' آپ بھی فرمائیے۔

جناب شہزاد گل : تو ہماری پارٹی کا بھی کوئی حق بنتا ہے کہ ہم بھی کوئی بات کریں۔

جناب چیئرمین : کریں جی' ضرور کریں۔ جناب شہزاد گل صاحب ضرور بات کریں۔

جناب شہزاد گل : جناب والا! جہاں تک اس بل کے مقاصد کا تعلق ہے عورتوں کی نمائندگی ہونی چاہیئے۔ مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں بہت اہم بل ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ کیا اس بل کے پاس ہونے سے مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ میری ناقص رائے میں وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے جن کے لئے یہ بل لایا جارہا ہے یہ بل 89ء میں پیش ہوا تھا جبکہ 1990ء کے انتخابات نہیں ہوئے تھے جیسا کہ میرے ساتھ مندوخیل صاحب نے آپ کی توجہ مبذول کروائی کہ یہ چوتھے الیکشن کے لئے تھا وہ بھی ہو چکا تو اب عورتوں کی نمائندگی آئندہ کے لئے کیسی ہو؟ اس بل میں عورتوں کی مستقل نمائندگی ہونی چاہیئے اور اس میں ترمیم ہونی چاہیے کہ ان کی آبادی کے تناسب سے ہو یا کچھ بھی ہو لیکن نمائندگی ہونی چاہیئے۔ اور وہ کسی الیکشن یا خاص کسی معیاد تک نہ ہو بلکہ مستقل نمائندگی ہو۔ گو اب اگر بل پیش ہوتا ہے پھر اس میں ترمیم آتی ہے تو اس ترمیم کے لئے بھی دو تہائی اکثریت درکار ہو گی۔ اس وجہ سے وہ ترمیم نہیں ہو سکے گی اسلئے اس بل کو دوبارہ consolidate کر کے اس کو جامع بنا کر کے پیش کیا جائے۔

جناب چیئرمین : بہر حال آپ اس بل کے حق میں نہیں ہیں۔

جناب شہزاد گل : میں اس بل کے مقاصد کے حق میں ہوں عورتوں کی نمائندگی ہونی چاہیئے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ عورتوں کی نمائندگی پارلیمنٹ ہو۔ اور یہ خدشات بھی غلط ہیں کہ اکثریتی پارٹی جو ہے وہ اپنی نمائندگی کو زیادہ کرنے کے لئے عورتوں کو منتخب کر کے لانا چاہتی ہے۔ تو جو بھی ہو عورتوں کی نمائندگی متناسب ہو بہر حال بل کے مقاصد نیک ہیں لیکن اسے ترمیم کر کے بہتر بنایا جائے یا اسے دوبارہ consolidate کر کے پیش کیا جائے بصورت دیگر حکومت کے بل کا انتظار کیا جائے۔

جناب چیئرمین : جی احسان شاہ صاحب آپ کی پارٹی بھی رہ گئی ہے حافظ صاحب کی پارٹی بھی رہ گئی ہے۔ ویسے میں وضاحت کروں آج بل پہ بحث نہیں ہو رہی۔

سید احسان شاہ : شکریہ جناب جو شکایت شہزاد گل صاحب کو تھی وہی شکایت مجھے بھی ہے ہم بھی بار بار اُٹھتے ہیں لیکن آپ نگاہ ادھر نہیں آئی۔

جناب چیئرمین : اسلئے کہ آج discussion نہیں ہو رہی میں آپ کو وضاحت کروں کہ آج بل پر بحث نہیں ہو رہی۔ میں چاہ رہا تھا کہ یہ procedural چیز ہے۔ اس پہ وقت بچائیں باقی چیزیں آپ نے out of turn بھی لینی ہیں۔ اور کام بھی ہیں اس لئے میں چاہ رہا ہوں۔ لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس پہ بات کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ کا پرائیویٹ ڈے ہے آپ کرتے رہیں۔ آج کا دن آپ کا دن ہے۔

(مداخلت)

سید احسان شاہ : سر! بات یہ ہے کہ ہم جس طرح ان کی پارٹی ہے اسی طرح PNP کا میں واحد ممبر ہوں اور میں سر دو دفعہ اٹھا ہوں اور آپ نے اور لوگوں کو موقع دیا چلیں سر ٹھیک ہے یہ قصہ تو ختم ہو گیا' جہاں تک اس بل کا تعلق ہے تو ہم اس کی حمائت کرتے ہیں۔ میری پارٹی اور میں اس کی حمائت کرتے ہیں کیونکہ ہماری آدھی آبادی عورتوں پر مشتمل ہے۔ اور اُن کی یہاں پر کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ جس طرح قاضی صاحب نے فرمایا کہ مرد حضرات اُن سے ووٹ لے کر آتے ہیں اُن کی نمائندگی کرتے ہیں وہ ٹھیک ہے لیکن عورت خود کیوں نہیں آسکتی۔ جبکہ ملک کے دیگر fields میں اُن کو اجازت دے دی ہے مثلاً banking جہاز کے پائلٹ اور دیگر ساری fields میں وہ ہیں لیکن اسمبلی میں کیوں نہیں ہیں؟ قاضی صاحب کو وہاں اعتراض نہیں تو یہاں کیوں ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب اس کی کوئی تاریخ مقرر کریں اور بتائیں کہ کب اس بل کو لانا ہے۔

قاضی حسین احمد : ذاتی نکتہ وضاحت پر جناب چیئرمین! جناب میں ان کو اسلئے کہتا ہوں کہ میرا نام بار بار لے کر کہا جا رہا ہے۔ یہ میں نے نہیں کہا کہ ان کی نمائندگی نہیں ہو سکتی۔ میں نے کہا کہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر مرد بھی آسکتے ہیں تو وہ بھی آسکتی ہیں میں نے یہ کہا ہے یہ غیر جمہوری طریقہ ہے کہ indirect طریقوں سے لوگوں کو اسمبلیوں میں لایا جائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ شاہ صاحب ختم کر لیا ہے؟

سید احسان شاہ : جی سر۔

جناب چیئرمین : جی حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد : جہاں تک زیر بحث مسئلے کا تعلق ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک آئینی ترمیم کا مسئلہ ہے اور ظاہر ہے ہماری موجودہ حکومت نے کئی آئینی ترامیم کا ارادہ کر رکھا ہے اور جن کو وہ کرنا نہیں چاہتی اور جوں جوں وہ اکثریت کھوتی جا رہی ہے۔ تو ممبردں کا شور زور بڑھ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت میں آئین کی بات کروں تو ظاہر ہے کہ اگر آئین میں کوئی ترمیم لائی جاتی ہے۔ تو اس بات کا بھی فیصلہ ہو کہ اگر آئین میں ایک عورت کو سینٹ کے ممبران elect کر سکتے ہیں تو ایک عورت ایوان میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ووٹ لے کر آسکتی ہے چونکہ اب بھی آئین میں یہ موجود ہے تو کیا وہ عورت ملک کی سربراہ بن سکتی ہے یا نہیں؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ذاتی مصلحتوں کے لئے ہر وقت ایسے issues اُٹھائے گئے ہیں۔ اور اس وقت جس بارے میں ہمارے بہت سے ارکان ہچکچا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! انہیں کھل کر آج قوم کو بتا دینا چاہیئے کہ اس بارے میں اُن کا موقف کیا ہے۔ آیا اس بارے میں 1988ء کے بعد جو الیکشن ہوئے تھے اُس آئین کے تحت ہوئے تھے۔ کیا اُس آئین میں عورت سربراہ بن سکتی تھی؟ اور اگر بن سکتی تھی تو اُس وقت آپ کو اکثریت حاصل نہیں تھی اور IJI نے جس بنیاد پہ اس ملک میں عورت کی سربراہی کے خلاف تحریک چلائی یا آج جب اُسے دو تہائی اکثریت حاصل ہے اور محترمہ نور جہاں پانیزئی صاحبہ بل پیش کر رہی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں تو تینوں کی نمائندگی ہے ہمارے محمد علی خان صاحب بھی ہیں اور فصیح اقبال صاحب بھی ہیں میں کہتا ہوں پھر ایک پہلو کو کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے؟ یا تو پھر برملا یہ کہا جائے کہ جناب 1988ء کو جو تحریک اُس وقت کی حکومت کے خلاف جو آئی جے آئی نے چلائی تھی جس میں قاضی صاحب بھی تھے جس میں مولانا سمیع الحق صاحب بھی تھے جس میں دیگر

جماعتیں شامل تھیں تو وہ کہا جائے کہ جناب وہ غلط تھا۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر واقعی یہ حکومت اپنے اُن وعدوں کو پورا کرتی ہے تو پھر قوم کو بتایا جائے کہ کیا اُن کے درمیان جو وعدے کئے گئے تھے قوم کے سامنے کیا انہیں پورا کیا جاتا ہے یا انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! جب یہ بل سامنے آئے گا تو انشاءاللہ تعالیٰ ہم کسی مصلحت میں جائے بغیر اُن کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے جمعیت العمائے اسلام کا موقف ہم بیان کریں گے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت حکومت محض اس بحث کو چھیڑنے کے لئے یہ بات چلاتی ہے اور عجیب بات ہے جناب اگر قائد ایوان یہاں بیٹھے ہیں اور یہ بل کو پیش کرتے ہیں اور ڈپٹی چیئرپرسن صاحبہ اُس میں شریک ہیں اور ہمارے فصیح اقبال صاحب بھی ہیں تینوں کی نمائندگی موجود ہے اور اس کے باوجود یہ لوگ زور دیتے ہیں اور اس کے بعد حکومت کہتی ہے کہ جناب اسے بعد میں لایا جائے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ حکومت کا ایک طریقہ کار رہا ہے کہ کسی چیز کے بارے میں عوام میں confusion پیدا کی جاتی ہے اور وعدوں سے انحراف کیا جاتا ہے قرآن و سنت کو Supreme Law بنانے کے لئے ترمیم کا' اس فلور پہ وعدہ کیا گیا اور جب دو تہائی اکثریت انہیں حاصل تھی اور جب ایک اور ترمیمی بل لانے کی کوشش کی گئی اُس وقت بھی ہم نے یہی رائے دی کہ اس میں وہ چیز بھی شامل کی جائے جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا لیکن آج جب دو تہائی اکثریت نہیں ہے آج پھر لوگوں کو جمع کر کے یہ کہا جارہا ہے کہ جناب ہم قرآن و سنت کو Supreme Law بنائیں گے۔ جناب ہم آپ کی مجبوریوں کو سمجھتے ہیں۔ ایک عورت اُس ایوان میں ہے وہ ان کے لئے مصیبت بنی ہوئی ہے ایک یہاں پر ہے اُس بیچاری کا جو حال ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت آپ کو بھی اپنی سیاسی مجبوریوں کا احساس ہے اُس کا بھی آپ کو اندازہ ہے اور حکومت ظاہر ہے کہ ایسی مزید مصیبتیں اپنے سر پہ نہیں لینا چاہتی۔

جناب چیئرمین : جی محمد علی خان صاحب پھر کیا ہے اس کو ڈیفر کیا جائے۔

جناب محمد علی خان :ڈیفر کر دیں جی۔

جناب چیئرمین : اچھا ڈیفر کر دیں۔ او۔ کے جی It is defered Next is resolution of Syed Iqbal Haider.

سید اقبال حیدر : جناب اس کو بعد میں لے لیں۔

آواز : بوسنیا والی پہلے لے لیں

سید اقبال حیدر : اگر جناب اس پر بحث نہیں ہونی تو لے لیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جی move کر دیں جی۔ ایک منٹ نور جہاں پانیزئی۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : جناب چیئرمین! حافظ نے اپنی تقریر کے دوران یہاں کہا کہ ایک عورت یہاں پر مصیبت ہے، تو کیا وہ عورت کی موجودگی یہاں مصیبت سمجھتے ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں نہیں انہوں نے یہ نہیں کہا۔

چوہدری امیر حسین : ان کا استحقاق مجروح ہو گیا ہے جی۔

جناب چیئرمین : نہیں انہوں نے یہ بات ہی نہیں کہی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : نہیں جی حافظ صاحب۔ آپ نے کوئی بات ایسی نہیں کہی۔ جی یہ قرارداد move کریں جی۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین! میں ایک قرارداد پیش کرتا ہوں۔ پھر کانجو صاحب کچھ کہیں گے۔

"This House strongly condemns the atrocities being committed by the Serbia on the Muslims of Bosnia - Herzegovina. It resolves that an immediate International Military action should be initiated to check the grave human rights violations in Bosnia-Herzegovina."

جناب چیئرمین! دنیا کے اُس مہذب علاقے میں جو یورپ کہلایا جاتا ہے مسلمانوں کے ساتھ انتہائی انسانیت سوز ظلم ہوا ہے۔

سید فصیح اقبال : مجھے افسوس ہے کہ ہماری حکومت نے اب جو قدم اٹھایا ہے وہ بہت پہلے اٹھانا چاہیئے تھا اور ہم لوگ خود بھی اور ہماری حکومت بھی اس مصلحت کا شکار رہی۔ جب تک امریکہ اور Russian دنیا کے لوگ human rights پر نہیں بولے ' ہمارے مسلمان ملکوں نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ جبکہ مسلمان ملکوں کا ایک پلیٹ فارم OIC موجود ہے ان کی بے حسی اس وقت قابل مذمت ہے کہ OIC نے ایک قرارداد بہت نرم الفاظ میں دی' تاکہ ان کے Amercian اور Russian آقا ناراض نہ ہوں۔ مجھے اس سلسلے میں یہ کہنے کا حق ہے کہ پاکستان اور برصغیر کے مسلمان' دنیا کے تمام مسلمانوں کے ساتھ تھے اور انہوں نے اس پر آوازیں دیں بلکہ تمام دنیا کے میڈیا نے اس چیز کو تین مہینے تک ظاہر ہونے نہیں دیا۔ اب جو ان کی اجتماعی قبریں نکل ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ ظلم نازیوں نے کئے تھے اس وقت germans نے ' وہ مسلمانوں کے ساتھ serbia کے لوگوں نے کیا ہے۔ اس کے باوجود کہ U.N.O. نے International sanctions عائد کئے۔ آپ دیکھئے یہ دو تضادات ہیں۔ دنیا کے چیمپئن جو human rights کے لئے تحریکیں چلاتے ہیں۔ امریکہ ' جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ایڈ دینے کے سلسلے میں بھی third world countries میں کہا جاتا ہے کہ وہاں human rights کی violation نہ ہو۔ وہ بھی Bosnia کے سلسلے میں بالکل خاموش ہیں۔ America اور تمام ملکوں کی مذمت کرتا ہوں کہ انہوں نے آج ایک لفظ نہیں کہا اس کے باوجود کہ انہوں نے ملٹری ایکشن کی اجازت بھی دی ہے۔ وہاں امدادی سامان پہنچانے میں بھی وہ رکاوٹیں کھڑی کی گئیں کہ پانچ ہزار بچوں کو زندہ چلا دیا گیا۔ اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں۔ ہمیں حیرت ہے کہ پاکستان کیا' دنیا کے تمام مسلمان کس مصلحت کا شکار ہیں؟ اگر یہی ہوتا رہا تو خدانخواستہ آپ دیکھئے گا کہ دنیا میں کوئی مسلمان ملک کسی کی مدد نہیں کر سکے گا۔ اور وہ تمام ملک اپنی مصلحتوں سے ختم ہو جائیں گے۔ پاکستان جو اسلامی ملک ہے جس کے بارے میں تمام دنیا کی بڑی توقعات ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ قائداعظم نے مصر میں 1946ء میں یہ کہا تھا۔ ابھی پاکستان بنا نہیں تھا۔

انہوں نے کہا تھا کہ فلسطین کا مسئلہ پاکستان سے زیادہ اہم ہے۔ پاکستان نے دوسرے مسلمان ملکوں کے لئے اور ان طبقوں کے لئے جو کہا ہے تو آج آپ بتائیں آپ کی فارن پالیسی کہاں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جب کل نیشنل اسمبلی میں بات ہوئی ہے یہ بہت دیر بعد ہوئی ہے۔ جبکہ دنیا نے یہ دیکھ لیا ہے۔ آج CNN اور BBC نے ان مظالم کی داستانیں جب دکھائی ہیں تو دنیا حیران ہے کہ اس مہذب دنیا میں یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک طرف عراق کے سلسلے میں دیکھئے۔ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امریکہ کی 'Western دنیا کی ایسی دوغلی پالیسی ہے کہ اس ملک کے لئے کم سے کم باعث شرم ہے۔ اس لئے مسلمانوں پر ظلم کو رکوانے کے لئے پاکستان کے بارہ کروڑ عوام بلکہ دنیا کے ۹۰ کروڑ عوام ساتھ ہونے چاہئیں۔

جناب چیئرمین : ایک منٹ۔ جی پوائنٹ آف آرڈر۔

Syed Iqbal Haider: Sir, I would like to add only one word to Syed Faseih Iqbal to admit... and Pakistan should provide economic and military aid to the affected Muslims there.

جناب چیئرمین : وہ تو پھر کوئی ترمیم پیش کریں۔ تب ہی ہو سکتا ہے۔ اس پر agree تو یہ تھا کہ وہ کریں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں جناب والا! with due respect ہم اس پر بات کریں گے۔

جناب چیئرمین : پھر اسے کیا کریں؟ کیا اسے بعد میں رکھ لیں؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : نہیں نہیں۔ ابھی کریں۔ ہمیں موقع دیں۔

جناب چیئرمین : جی آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان کانجو : میں جناب یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ محترم سینیٹر جناب فصیح اقبال صاحب کے جو جذبات ہیں میں ان سے بالکل اتفاق کرتا ہوں اور میں اس

سٹیٹمنٹ کے ساتھ ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک قرارداد ہے۔ محترم سینیٹر صاحب کی جو قرارداد ہے مجھے بنیادی طور پر اس سے اتفاق ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت مختصر ہے۔ اس کی زیادہ وضاحت کر کے اگر ایوان چاہے تو متفقہ طور پر فیصلہ دے دے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : آپ اس کی کاپی رحیم خان صاحب کو دے دیں۔ پھر شاید بحث کی ضرورت نہ رہے۔

جناب محمد صدیق خان کانجو : میں اس سے پہلے اسے پیش کر دوں۔ پھر اس کے بعد آگے چلیں گے۔

And before I come out with this resolution, I would seek your indulgence for a short statement over this, so that I am able to clarify that what the Government of Pakistan's position is on this, Sir. Thank you Mr. Chairman, Sir. The government and people of Pakistan are extemely concerned over the continued aggression and brutalities on Bosnian Muslims. We have not missed any opportunity to voice our concern and to express our solidarity with the people of Bosnia. The Government has already taken a number of steps in this direction. I shall mention only the important ones.

Sir, we recalled our Ambassadors from Belgrade and asked the Belgrade representative to leave Pakistan which he has done. We have fully endorsed all United Nations Security Council Resolutions related to former Yogoslavia and have implemented their provisions in toto including the sanctions and embargoes.

Sir, we participated in the OIC Foreign Ministers' meeting in Istambul which condemned any aggression and fully supported international action in favour of Bosnia-Herzegovina. Mr. Chairman Sir, at the OIC and the United Nations, Pakistan has repeatedly called for military action under Article 42, Chapter VII of the United Nations Charter. Since, Belgrade continues to flout the will of the international community we felt that such an action has become necessary to compell Belgrade to cease forth with its aggression against the people of Bosnia. Mr. Chairman Sir, this is very important. Pakistan will be ready to provide personnel in

support of United Nations peace keeping efforts provide humanitarian relief and will also in Bosnia Herzegovina. Mr. Chairman Sir, we have also advised our permanent representative at the UN that the meeting of the OIC Member States at the premanent representative level be convened urgently to coordinate efforts of the Islamic countries for full and effective implementation of its resolutions. This meeting has been scheduled to be held tomorrow. the contract has already activated over this. The Prime Minister of Bosnia, His excellency, Mr. Haris, visited Pakistan last week. He was received by the President of Pakistan and the Prime Minister of Pakistan. I had the honour Sir, to have a detailed exchange of views and discussions with him on the current situation in Bosnia-Herzegovina. The Foreign Minister of Bosnia had addressed a press conference on 8th August and appeared in a TV interview wherein he had explained the magnitude of the aggression and brutality in Bosnia. So that goes without saying because the details are already in the notice of the honourable members of the House. On behalf of the Government of Pakistan Sir, I had the honour to announce last Sunday a number of actions that the government has decided to take. I would like to take this opportunity to repeat them from the floor of this august House Sir:-

1. To provide US $ 10 million as a grant to the Government of Bosnia, which has been already handed over to Mr. Haris, Sir.

2. To extend a credit of US $ 20 million to the Government of Bosnia Herzegovina.

3. To provide rupees one crore worth of humanitarian assistance.

4. Launch a public fund called 'the Prime Minister's relief fund for Bosnia Herzegovina."

Sir, I assure you and through you the honourable members of this august House that Pakistan will continue to extend its full moral and diplomatic support to Bosnia-Herzegovina in all International formus. We will strongly urge the United Nations, the OIC and the Non-Alligned Movement to take effective steps to immediately reverse the aggression against Bosnia-Herzegovina, I

to do away with the terror and brutality being suffered by the innocent and peaceful Muslims there and for the quick and unimpeded delivery of humanitarian relief. With these words Mr. Chairman Sir, I have the honour to present a draft resolution for the consideration of the august House. I hope that it will be adopted unanimpusly.

جناب چیئرمین : اگر کچھ حضرات بولنا چاہتے ہیں تو فرمایئے۔

جناب محمد صدیق خان کانجو: میرا resolution سن لیں۔

جناب چیئرمین : آپ بھی بولنا چاہیں گے؟ پھر اقبال حیدر صاحب کیا کریں؟

Syed Abdullah Shah: Sir, I will draw your kind attention to rule 120 which says that if a Minister moves a resolution he shall give a three days notice. So I think the honourable Minister should first make a request to the Chair for relaxing the rules before he is permitted to move the resolution. It is 120 sub-rule (2).

Mr. Chairman: Even a private member who wishes tomove a resolution shall give a seven days' notice for his intention to do so.

اس کے لئے تو یہ ہے کہ پھر آپ suspension of rules بھی apply کریں۔

Syed Iqbal Haider: Sir, the government everyday has the liberty to move any resolution. Today it is the Private Member's Day.

Mr. Chairman: Unless the House agrees, suspension of rule تو ہو سکتے ہیں لیکن the House has to agree on that.

Syed Iqbal Haider: But Sir, here I would like to welcome the joining of the opposition benches by the honourable Minister for Political Affairs.

سید عبداللہ شاہ : ہمیں خوشی ہے کہ وہ ہماری صفوں میں شامل ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین : پھر بتائیں اس کا کیا کرنا ہے؟ اسے چھوڑیں یعنی اس قرارداد پر اگر آپ نے تقاریر کرنی ہیں تو پھر بہتر ہے کہ اسے بعد میں لے لیا جائے۔

سید اقبال حیدر :اسے کل کر لیں۔

قاضی حسین احمد : میری خود حارث سے بات ہوئی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں ہتھیار چاہیئں، ہم مر رہے ہیں ہمیں humanitarian aid نہیں پہنچ سکتی۔ان کو ہتھیار چاہیئں۔ ان کو فوج چاہیئے ان کو بچانے کے لئے اس کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین : اس مسئلے پر کیا کیا جائے؟اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس پر تفصیل سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

قاضی حسین احمد : میں کہتا ہوں resolution میں add کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین : resolution تو انہوں نے ابھی پڑھی ہی نہیں ہے ابھی انہوں نے statement دی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر اس پر بہت سے لوگ بات کرنا چاہتے ہیں تو اس کو پھر بعد میں لیں۔ابھی لیں، کیا کریں؟ this is what I am saying.

Syed Abdullah Shah: That can be taken up tomorrow.

جناب چیئرمین : کل تو نہیں یہ Private Members کی resolution ہے جس کی آپ نے آج اجازت دی ہے۔ This is now discussion on Faseih Iqbal's resolution. The House has approved that. تو اس کو ابھی لیں یا باقی agenda کے بعد لیں؟ کیا کریں؟

سید اقبال حیدر :باقی agenda کے بعد لیں۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا ایک resolution ہوتا ہے اس کو oppose کیا جاتا ہے۔unanimously carry ہو گیا ہے اب بحث کس لئے ہے۔

جناب چیئرمین : اگر کوئی بحث کرنا چاہے تو میں کیسے روک سکتا ہوں؟

چوہدری امیر حسین : جناب والا! مخالفت تو کوئی نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین : مجھے بتا دیں اور اس کے مطابق بات کریں۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا! کوئی dispute نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : بتائیں تو سہی۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا' اگر dispute ہو گا تو بحث ہو گی۔

جناب چیئرمین : بتائیں نا۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا! میں first reading گزارش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : نہیں' اب سوال صرف اتنا ہے کہ اس مسئلے کو چونکہ اب take up ہو چکا ہے تو کیا ابھی take up کر لیں یا بعد میں کریں؟ This is the issue

چوہدری امیر حسین : ابھی کر لیں' ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے پھر ابھی کر لیتے ہیں۔ اس پر discussion alow کرتے ہیں پھر اس کے بعد resolution move کرتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان کانجو : جناب والا! مجھے قرارداد تو پیش کرنے دیں۔

جناب چیئرمین : پہلے پھر یہ ہے کہ you have to ask for the suspension of the rules. Article 120 کا جو انہوں نے حوالہ دیا ہے اس کے مطابق Minister move کرنا چاہے تو اس کو نوٹس دینا پڑتا ہے'

جناب محمد صدیق خان کانجو : جناب والا' میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Resolution move ہو چکا ہے

I am adding to that resolution and that is for the consideration of the House.

Mr. Chairman: Then you will have to move an amendment to this Resolution. You cannot just add. یعنی اس کا طریقہ کار ہوتا ہے۔ اگر move for کرنا چاہتے ہیں تو مناسب طریقہ یہ ہے کہ resolution move آپ suspension of Rule 120(2) and then we can take up your Resolution.

پھر اس پر باقاعدہ بحث کروالیتے ہیں۔

Syed Iqbal Haider: Sir, my request is that since the government wants to move a resolution on the same issue that will amount to substituting the resolution of Mr. Faseih Iqbal So, humble submission is that since they car move resolution on all official days.

جناب چیئرمین : بھئی آج آپ نے خود فیصلہ کیا ہے۔ with your approval

that it just be taken up today.

Syed Iqbal Haider: But Sir, should not it should be discussed before the printing business.

Mr. Chairman: You are saying that it should be taken up out of turn.

Syed Iqbal Haider: Out of turn does not mean that it should be done without concluding the business of the House. Sir, they can do it day after tomorrow on official day.

جناب چیئرمین : یہ ایوان نے approve کر دیا ہے this matter should be taken up اس لئے میں کہتا ہوں کہ مہربانی کر کے یا تو پھر procedure آپ چلنے دیں' آپ نے کہا out of turn عبداللہ شاہ صاحب نے کہا out of turn' out of turn ہو گیا تو پھر let it be taken out of turn.

Syed Iqbal Haider: Now Sir, there is a differet situation. Since the government wants to substitute it, they may do it on official day rather than Private Members Day.

Mr. Chairman: They can do it only if the House allows, so I will put it to the House, Let the House decide. میں خود تو فیصلہ نہیں کر سکتا I cannot suspend rules myself, It is the House which will do it.

سو آپ فیصلہ کر لیں۔suspension کرنا ہے تو resolution تو allow کر دیں۔

سید اقبال حیدر : چوہدری صاحب پرسوں کر لیں Private Members روز روز نہیں آتا۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا! ایک motion move ہوئی کہ اس resolution کو out of turn لیا جائے۔ یہ carry ہو گئی legislative business ختم ہو چکی ہے اور قرار دادوں کے آئٹم شروع ہو چکے ہیں یہ نمبر ۴ پر ہے۔ چونکہ یہ out of turn لینا ہے تو یہ اس سے اب پہلے لے لینا ہے۔ اب اس پر تو اعتراض نہیں۔ ایوان نے یہ اجازت دے دی ہے۔ ایک گزارش ہے کہ میں ایک motion move کرنا چاہتا ہوں زیر rule 236 for suspension of Rule 120(2). Sir, under Rule 236, I hereby move that the requirement of Rule 120(2) may kindly be suspended.

(مداخلت)

جناب چیئرمین : شاہ صاحب میں motion move کرتا ہوں۔ آپ اگر اس سے اتفاق نہیں کرتے تو you can go against it, but let me move the motion. It has been moved by Chaudhry Amir Hussain, the Minister for Parliamentary Affairs under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988:-

> "that the requirements of Clause 2 of Rule 120 be dispensed with to enable the Minister of State for Foreign Affairs to move the resolution on atrocities being committed against the Muslims in Bosnia-Herzegovina."

(interruption)

Mr. Chairman: Right. All those in favour the rules be suspended, stand up in their seats,

(Pause)

Mr. Chairman: They are 12. Now all those against the rules to be suspended stand up in their seats.

(Pause)

Mr. Chairman: They are 5, so the motion is adopted, and the resolution may be moved.

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanjoo: Sir, with your permission I beg to move:

"that this House deply anguished and dismayed at the continuing aggression against Bosnia-Herzegovina by the Serb-led armed regular and para-military forces aimed at its sovereignty and territorial integrity. This House is immensely grieved and repulsed at the terror and brutality unleashed against the peaceful and unarmed Bosnian Muslims through genocidal 'ethnic cleansing' and 'concentration camps' reminiscent of World War-II crimes, to create 'Greater Serbia', This House is distressed over the continuing seige of capital Sarajevo, city of Gorade and Muslim populated are and blockade of humanitarian relief supplied to the hunger stricken population. This House is concerned over the attacks which razed the historical, religious and monumental structures of Muslims to ground. this House takes notice of the resolution on the situation in bosnia-Herzegovina unanimously adopted by the National Assembly of Pakistan on Ist June, 1992:-

(i) This House strongly condemns and deplores the continuing armed Serb aggression and calls for an immediate cessation of hostilities in Bosnia-Herzegovina whose population comprises 45% Muslims, 33% Serbs and 18% Crouts.

(ii) This House demands an immediate reversal of the situation including forthwith cessation of 'genocide' and abolition of 'concentration camps' on Bosnian territory ;

(iii) This House calls for an urgent UN Security Council action to allow use of force for ensuring delivery of humanitarian relief supplies to the starving Bosnian population ;

(iv) This House impresses upon the International Community to take a concerted action against Serbia to make it desist from further aggression and repeating atrocities of mediaval times particularly, when the world was striving to achieve peace and tranquility ;

(v) This House supports all initiatives taken by the organizaton of the Islamic countries in support of their Muslim brethren in Bosnia-Herzegovina ;

(vi) This House reiterates its call for military action under Article 42, Chapter VII of the United Nations to resolve the aggression in Bosnia, particularly as the UN Security Council sanctions had gone unheeded ;

(vii) This House reiterates its profound and fraternal solidarity with the Muslims of Bosnia-Herzegovina and underlines its full commitment to suport all efforts aimed at maintaining their country's sovereignty ; and

(viii) prays for the innocent Muslim men, women and children, who have been martyred and for those who continue to suffer the Serb atrocities. According to Bosnian Muslim sources ove 50 thousand Bosnians have been martyred and over 2.5 million rendered refugges. Sir, here, I would mention that if your recall this is referring to my very honourable Senator Qazi Hussain Ahmed Sahib's saying that the gentleman, the Foreign Minister of Bosnia was asking for arms. Sir, I think I want to put it on record that he, during his press conference in which I was with him, was asked a specific question by one of the Journalists:-

"Have you requested the Government of Pakistan for some arms'. He said, "No. No request, and no offer as such". So, I want to make it very clear over her. I hope, Sir, this resolution will be adopted unanimously by this august House.

جناب چیئرمین : کون کون اس پر بولنا چاہتا ہے؟

آوازیں : اس پر ہم ترمیم پیش کریں گے۔

جناب چیئرمین : جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔ جی فرمائیے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بہت اہم موضوع لیا ہے۔ بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ انسانی حقوق کے حوالے سے' زیادتی ہو رہی ہے اس پر تمام جمہوری لوگ غم محسوس کرتے ہیں اور پریشان ہیں مگر یہاں اس ہاؤس میں اور ہماری قومی اسمبلی میں بالعموم تمام ملک میں ایک ایسا ماحول پیدا کیا گیا ہے کہ بوسنیا میں بڑے مظالم ہو رہے ہیں اس لئے ہم مسلمان ہم پاکستانی سخت پریشان ہیں۔ ظاہر ہے یہ بات صحیح ہے لیکن جناب والا! ہم اس بات پر حیران ہیں کہ ہمارے بالکل پڑوسی افغانستان میں جس سے ہمارا تعلق پہلے سے ہے' یعنی مذہبی ثقافتی اور جغرافیائی' وہاں جو حالات پیدا کئے گئے ہیں اسلام کے نام سے سعودی عرب' بھارت' یہاں ہماری حکومت' پھر او آئی سی اور اس کے ساتھ اقوام متحدہ جو بھی ادارے ہیں' ان اداروں کے جو بھی چارٹر اور جو بھی ان کے بنیادی اصول ہیں ان تمام اصولوں کو غلط انداز میں ان کا abuse کر کے استعمال کیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ نے نام نہاد چارٹر کی بنیاد پر افغانستان میں ہر طرح کی مداخلت کی مہاجر کیمپ کے نام سے torture camp بنایا گیا اور وہاں سے ہر قسم کا افغانستان میں بھیجا گیا اور افغانوں کا قتل عام کیا۔ افغانستان کی قانونی حکومت۔۔۔

(مداخلت)

جناب محمد صدیق خان کانجو : پوائنٹ آف آرڈر سر! میری آپ کے ذریعے فاضل سینیٹر سے نہایت ہی احترام کے ساتھ گزارش ہے۔ سر یہ ایک resolution ہے which pertains to Bosnia. We already are here on the Order of the Day to discuss the Foreign Policy of the land and I think, during that when

that resolution is taken over, I think, he (Mr. Abdul Raheem Mandokhel) will be at liberty to discuss the entire cause of the Foreign Policy of their country.

میری گزارش صرف یہ ہے۔ آج آپ اگر آرڈر آف دی ڈے دیکھیں تو محترم سینیٹر فصیح اقبال کی طرف سے فارن پالیسی آف پاکستان پر ایک ڈسکشن ہے۔ اس پر محترم سینیٹر تفصیل سے اپنا بیان دیں لیکن یہ ایک resolution ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کا کوئی بھی ایسا ممبر نہیں ہے جو اس سے اتفاق نہ کرتا ہو۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : ہمارے ایمانی جذبے اور ہمارے ملکی جذبے کے حوالے سے اور انسانی حقوق کے حوالے سے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ مہربانی کر کے resolution پر بات کریں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : میں exact resolution پر بات کر رہا ہوں۔ میں اپنے resolution کے موو کرنے والوں کی intention آپ کے سامنے لا رہا ہوں۔ اپنی طرف سے میں اس پر بات کرونگا۔ جناب والا! او آئی سی کا ادارہ یونائیٹڈ نیشن کا ادارہ ہے میں مجموعی طور پر ہمارے اسلامی جذبات کے حوالے سے بات کروں گا۔ افغانستان میں قتل عام کیا گیا۔ ایک قانونی حکومت کو اقوام متحدہ نے باقاعدہ گارنٹی دیکر مذاکرات میں اس حالت پر لایا گیا کہ وہ امن کے لئے افغانستان۔۔۔

(Interruption)

Syed Abbass Shah: Sir, we protest on this. We are not going to allow him (Mr. Abdul Raheem Mandokhel) to go on an issue different from that because then everybody should be allowed to refer to Afghanistan.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں صرف مختصر کرونگا۔ یہ بات ہے کہ میری بات کو وہ نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ میں مختصر کرونگا تو جناب والا! اقوام متحدہ نے

مذاکرات کے بعد اور ایک قانونی گورنمنٹ کو امن کے بہانے ایک ایسا دھوکہ دیا' ایک ایسا فریب دیا اور او آئی سی کے جو لیڈر فارس اور سعودی عرب کے تھے اور ہماری اپنی گورنمنٹ اور دنیا میں دوسرے لوگ اسلام کے بہانے انہوں نے افغانستان کی قانونی حکومت کو دھوکہ دیا اور دھوکے کے بعد آج افغانستان میں باہمی لڑائی سے جو قتل عام ہو رہا ہے یہ اس نام نہاد spirit کا نتیجہ ہے۔ دراصل افغانستان میں بدامنی پھیلانے کے لئے اپنے استعماری مقاصد کے حوالے سے اور اسلام کا نام لیکر یہ کیا گیا۔ یہ نہیں سمجھتے ہیں یہاں لوگ یورپ کے مسلمانوں کے بارے میں بڑے پریشان ہیں جبکہ افغانستان میں لاکھوں انسانوں کو ان کے گھروں سے نکالا جا رہا ہے' ان کے بچوں کو قتل کیا جا رہا ہے' وہاں راکٹ برسائے جا رہے ہیں اور بچوں کے جسم ہوا میں اڑائے جا رہے ہیں۔ یہاں اسلام اور انسانیت اور یہاں بھائی چارے کے بارے میں کسی کو غم نہیں ہے۔ جناب والا! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو کچھ ہے میں اپنے طور پر اپنی پارٹی کی طرف سے بوسنیا کے عوام کی ہم مکمل حمایت کرتا ہوں لیکن یہاں جس طرح سے اس مسئلے کو اٹھایا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دراصل وہ سراسر غلط ہے۔ جو کچھ وہ ظاہر میں کہہ رہے ہیں اس میں ذرا بھی سچائی نہیں ہے۔ نہ یہ اسلام کے ساتھ وفاداری ہے اور نہ ہی انسانیت کے حوالے سے ہے امریکہ والے یا یورپ والے ابھی کہتے ہیں کہ وہ سکیورٹی کونسل کو طاقت کے استعمال کا کہیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ طاقت کا استعمال کرو لیکن افغانستان میں طاقت کا استعمال کرو۔ تم نے ڈاکٹر نجیب اللہ کو دھوکہ دیا اور آج افغانستان میں قتل عام ہو رہا ہے۔ عراق پر حملے کے لئے تو تمام سکیورٹی کونسل تمام مسلمان اور او آئی سی سب متحد ہو کر عراق کو فوجوں کو زمین کے نیچے bunkers میں مار دیتے ہیں لیکن یہاں آکر افغانستان میں افغان عوام کا قتل عام ہو رہا ہے۔ سکیورٹی کونسل ان کے نمائندے ہیومن رائٹس کے علمبردار اسلام کے علمبردار کسی میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ سکیورٹی کونسل یونائیٹڈ نیشن اور او آئی سی کے تمام وعدے یاد دلائے انہوں نے افغانستان میں قتل عام کے بارے میں دھوکہ دیا اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کر رہا کہ

افغانستان میں قتل عام کیوں ہو رہا ہے؟ افغانستان کے بچوں کو کیوں مارا جا رہا ہے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نہ یہ اسلام کی بات ہے میں کہوں گا کہ نہ یہ او آئی سی کی بات ہے نہ ہیومن رائٹس کی بات ہے' یہ خالص انسانیت کے خلاف اسلام کے خلاف یہ سب باتیں ہو رہی ہیں میں اپنے طور پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں لیکن اس میں ترمیم پیش کرتا ہوں کہ او آئی سی کے ممالک اور یونائیٹڈ نیشن افغانستان میں امن قائم کرنے کے لئے ہر قسم کی مداخلت کریں۔ یہاں سے مداخلت ہونی چاہیئے۔ انسانیت کے نام پر 'بڑی بڑی داڑھیاں رکھ کر قتل عام کیا جا رہا ہے۔ یہاں پر ہر قسم کی مداخلت کو روکنے کے لئے سیکورٹی کونسل کو گارنٹی دینا چاہیئے کہ افغانستان میں مکمل امن ہو گا اور جو لوگ لڑ رہے ہیں ان کے لئے ایسا انتظام کیا جائے کہ ان کا مکمل خاتمہ ہو۔ اب جو افغانستان کے لوگوں کو در بدر کیا جا رہا ہے اور افغانستان کی تمام تعمیرات کو ختم کیا جا رہا ہے اور افغانستان کی تمام آبادی کو ختم کیا جا رہا ہے اس کو مکمل ختم کیا جائے۔ جناب والا' میں اس پر اپنی ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس کو میں فارمولیٹ کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : مندوخیل صاحب' ترمیم جو ہے یہ ریزولیوشن کے مطابق ہونی چاہیئے اور افغانستان کا جو ایشو ہے یہ separate issue ہے۔ بوسنیا کا separate issue ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : یہ مسلمانوں کا issue ہے کوئی separate نہیں ہے' مسلمانوں کا مسئلہ ہے' human rights کا مسئلہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میری گزارش یہ ہے کہ آپ ایک الگ ریزولیوشن بنائیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : بوسنیا سے زیادہ حق ان کا ہے' اس ہاؤس پر سب سے زیادہ زمہ داری افغانستان میں امن وامان کو بحال کرنے کی ہے۔ اس لئے میری ترمیم 125 کے تحت ہے۔

خواجہ محمد آصف : جناب والا' ان کو بوسنیا اور افغانستان کے حالات میں کوئی فرق

ہی نظر نہیں آتا۔

جناب چیئرمین : جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : آپ کی ریولیوشن تو سنی ہے لیکن یہ اتنی لمبی تھی۔

Dr. Basharat Ellahi: It is very difficult to comprehend. Rather than going into a rush and getting the approval by the House by a voice vote I would imagine that if this resolution can be circulated, all the Members can have a good look at it and then it can be put to the House perhaps tomorrow.

اور اگر کوئی فاضل ممبر اس پر بحث کرنا چاہئے تو ان کو موقع دینا چاہیئے آج آپ کے پاس کافی agenda ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس پر اسی بحث میں لگے رہے تو وقت ختم ہو جائے گا اور کوئی کام مکمل نہیں ہو گا۔ اب ریزولیشن کی کاپی سرکولیٹ کی جائے تاکہ اس پر کل مزید بحث ہو سکے۔

Syed iqbal Haider: I fully support the suggestion of Dr. Bisharat Ellahi.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : ہم بھی اس تجویز کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ ہم نے ترمیم دینی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ڈاکٹر صاحب کی جو تجویز ہے وہ ہم ہاؤس کے سامنے پیش کر سکتے ہیں اگر ہاؤس چاہتا ہے کہ اس کو سرکولیٹ کریں اور کل پاس کریں۔۔۔

سید اقبال حیدر : پرسوں پاس کریں۔

سید فصیح اقبال : پرسوں پاس کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ٹھیک ہے اس کو پرسوں پاس کر لیں۔ تو آپ (چوہدری امیر حسین) سرکولیٹ کر دیجئے ہم اس کو پرسوں لے لیں گے۔

قاضی حسین احمد : میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے یہ مطلب نہ لیا جائے کہ ہم بوسنیا کے مسئلہ سے concerned نہیں ہیں بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں اس پر زیادہ اچھی اور زور

دار قرارداد سامنے آئے۔اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ اس کی حمایت میں کچھ کمزوری ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس پر زیادہ زوردار اور مؤثر قرارداد لانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد صدیق کانجو: میں قاضی صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں یہ قطعاً نہ سمجھا جائے کہ یہ ہاؤس concerned نہیں بلکہ the government would be very open about this. میں آپ کے حکم کے مطابق اسے سرکولیٹ کردونگا۔ میں نے پہلے سٹیٹمنٹ دی ہے کہ اس سے فاضل ممبران کو ایک چیز واضح ہونی چاہیئے کہ Government of Pakistan is quite alive to the entire situation in Bosnia and we are doing whatever is possible as a government. اس بات کو یہ قطعاً تصور نہ کیا جائے کہ یہ ہاؤس concerned نہیں ہے بلکہ to add something more to make it more strong would be a welcome thing.

سید عباس شاہ: جناب والا! قاضی صاحب نے اچھے موقع پر بڑی اچھی بات کہی ہے کیونکہ مندوخیل صاحب کی ترمیم سے یہی تاثر آرہا تھا یہ الگ بات ہے کہ افغانستان کے ایشو پر اُن کے ہم ساتھ ہوں لیکن اس ایشو کے ساتھ افغانستان کو منسلک کرنا یہ ایک message ہو گا Bosnia Herzegovina کو ہم support نہیں کرنا چاہتے ہیں میں سمجھوں گا اور درخواست بھی کروں گا اس فورم پر مندوخیل صاحب افغانستان کے بارے میں ریزولیوشن لائیں۔ ہو سکتا ہے ہم میں سے کئی لوگ ان کے اس ریزولیوشن کے حق میں ہوں اور ان کی رائے کی تائید کریں لیکن اس موقع پر اس کو اس کے ساتھ منسلک نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ massage جو ہو گا وہ بہت غلط ہو گا۔ اس وقت ہم سب اس رائے کے حق میں ہیں کہ ہم سب کو موقع ملنا چاہیئے کہ ہم سب حلقوں کی رائے بھی اس میں شامل کر سکیں اپنے ملک کی رائے دے سکیں۔ تاکہ ایک strong ریزولیشن پاس ہو جو کہ Bosnia Herzegovina کے مسلمانوں کی حمایت میں ہو۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس تجویز کی حمایت کرتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Now we take up item No. 4 Syed Iqbal Haider.

RESOLUTION REGARDING THE WITHDRAWAL OF EXCISE DUTY ON TELEPHONE CALLS

Syed Iqbal Haider: Thank you Mr. Chairman. I move the following resolution:

> "This House recommends that the Government may take immediate steps to withdraw 6-% excise duty imposed on telephone calls."

Sir, I may point out that this is a typing mistake. The actual fact is that it is 60% Excise Duty. It is a mistake which I request that honourable Chairman and with the permission of the House it may be corrected. Sixty per cent Excise Duty imposed on telephone calls be withdrawn.

Mr. Presiding Officer: Just a minute, there is nobody from the government side. I don't know whether they want to support or oppose it. Only one honourable Minister is sitting there.

(At this stage Mr. Sartaj Aziz entered in the House)

Mr. Sartaj Aziz: Oposed, Sir.

Mr. Presiding Officer: Very well Now you (Syed Iqbal Haider) can continue.

Syed Iqbal Haider: Sir, I would brefly state the rates of telephone charges between the two cities, inter-cities, in 1986. The subject matter is the long distance calls between Karachi and Islamabad or between different cities of Pakistan. The long distance charges in 1986 were maximum, rupees 14.40. This was the maximum charge which was applicable on calls from Karachi to Islamabad and other cities calls were as nominal as seven rupees, nine rupees, tweleve repees, four rupees and even two rupees per minute and even rupees 1.80 (one rupee and eighty paisas). Sir, this was the position in 1986. These charges were revised in 1989 and in the inter-city calls or long distance calls charges, one of the

highest was rupees eighteen instead of rupees fourteen. Rupees eighteen was the long distance charges per minute for Karachi and Islamabad. In 1991 Sir, these charges were further revised to make it Rs. 24/- this was the highest figure so, The call between Karachi and Islamabad became rupees twenty four per minute in 1991. The charges for other cities remained same. Some cities were eight rupees per minute, some were twelve rupees, some were four rupees, some were three rupees, some were seven rupees and the highest rate was that between Karachi and Islamabad amounting to twenty four rupees.

Now comes of the first July year 1992. Sir, I would draw your kind attention to the documents supplied to me by no other person than the Minister for Communications, Mr. Hoti in reply to my question which was made last week. On last Wednesday Mr. Hoti supplied me copies of the long distance trunk call charges. Instead of twenty four rupees Sir, first of all charges have been increased to rupees sixty three, that is three times increase on the long distance charges. On top of it Sir, additional central excise duty at the rate of 60% has been imposed and if you add 60 on the highest rate of 63/- rupees then the total charge that a subscriber is being forced to pay is Rs. 102/- per minute for a long distance call between Karachi and Islamabad, this 6-% is not applicable just for Karachi but for all cities of Pakistan. The lowest rate of charge in 1992 is Rs. 5.25 plus 60% which used to be Sir, Rs. 80/-

اُس کو بڑھا کر انہوں نے 5 روپے کیا اور 24 روپے کو بڑھا کر 63 روپے کیا اور 63 روپے کے اوپر on all long distance calls 60 Excise Duty is being charged according to the latest budget.

Sir, in comparison, I will draw your kind attention and I have a copy for your benefit Sir, which I would like to place before your honour for your convenience.

(اس موقع پر ایک کاپی جناب چیئرمین اور لیڈر آف دی ہاؤس کو دی گئی)

Sir, in comparison the Overseas Call charges, you would be happy to know remain untouched, and unrevised and if I want to

make a call from Karachi to Afghanistan, the charges are Rs. 8/- per minute instead of 102- Rs. per minute. If want to make a call to Burma, the charges are 31 Rs. per minutes, if want to make a call to Iran the charges are 19 Rs. per minute only, if want to make a call to London the charges are 48 rupees per minute and if you want to make a call to USA which is a very far distance then the charges are rupees 52/- per minute. If you want to make a call to Soviet Union then the charges are 50/- rupees per minute.

My contention is Sir, that this penalty on the people of Pakistan amounts to denial of their right to contact their own citizens and such exorbitant charges cannot be justified by any logic or reason and another method of extorting money has been devised in the name of this new telephone system. The so called computerized telephone system or the so-called electronic telephone system has now provided a device, the hidden device to extort meney. Now Pakistan is the only country where people are being forced to pay charges for the telephones without even making any conversation. If you will dial a number and the number is engaged you are being charged for that one minute and if you will dial a number and the number is not answering your call, you will still be charged for as long as you will keep it holding. If you might keep it holding for three minutes in the hope that the other side may pick up the telephone, you will be charged for three minutes Sir, it is never done anywhere else and I have made this statement, I have conducted some investigations in this regard. So I can after make this statement without any fear of contradiction that the telephone charges in Pakistan at the moment are highest in the world in comparison to the per capita income. There is anincreasing trend in the world to reduce the communication charges. Even in India Sir, you will be surprised to know that this next door country is charging eighty paisas per call whereas the value of the Indian rupee is much less than us and even in Iran Sir, there are extremely nominal charges you were also there in the last visit to Iran and I did enquire about it. Their Riyal value is this one rupee is equal to 55 Riyals and their inter-city calls are 12 Riyals, five Riyals, 15 Riyals and 20 Riyals. Sir, this is the only country. Even in Afghanistan you look into it, you look into the charges of Sri Lanka, you take into consideration even the charges of United States. The telephone charges are a facility. It is an amenity. It is not a profit making organisation. It is a service for the citizens. It is

one of the poorest countries in the world. It is having the highest possible charges of telephone. It is just not understandable. It can not be explained. It has to be reduced. What is the object? The middle class is being crushed. Even this facility of telephone is not a luxury any more. Even our workers, even our poor areas have PCOs. Even they use these telephones. They have to make telephone calls to their friends and relations throughout Pakistan. It is not a rich man's domain to use the telephone, So it is a matter which affects all the citizens of Pakistan and it is a facility it is a service, it is not a profit making organization which is to sell goods on a heavy profit and a heavy margin and on top of it Sir, if you on the other hand look at the performance of Telecommunication Corporation of Pakistan. Sir, I have to say that every member and every citizen of Pakistan will agree with me that how many times the call is disconnected while we are making a conversation. Every time the call is disconnected, I have to dial the number again. I in civilized countries you are refunded money. Sir, every citizen of Pakistan will agree that how many times the wrong number is connected and such exorbitant charges I am being forced to pay for the wrong numbers. Every member who has visited the world in all honesty and decency their telecommunicaton department refunds the money for making a wrong number on mere word of the subscriber. I ring up the operator, I say, "I have dialled this number, it was a wrong number connected." Please refund my money". What does he say, "Hold on Sir, I will dial the same number for you", and he will not charge me extra. Now many wrong numbers we are being forced to pay for. We are being forced to pay for the disconnected calls and such exorbitant numbers and the position and the performance of telecommunications is as bad as this that even in the federal lodge number one direct telephones of many MNAs and Senators are lying disconnected. They we actually out of order and not disconnected, for last more than 8 days and I am one of those whose number is lying dead. Even till this morning it was lying dead and I asked them that Baba "why don't you repair it? They said yes Sir, we are doing something." Sir, on the one hand the service is so poor and on the other hand charges are so exorbitant that it is physically not possible for us to pay the telephone Bills. It is a sheer outright dacoity and extortion of money and if the government will indulge in such extortion of money, I am afraid, I will appeal to the people of Pakistan if these charges are not withdrawn within one month, they stop making

payment of all telephone Bills and we will raise", I will carry demonstrations every where in every nook and corner of Pakistan. I cannot allow Governmet to indulge in such day light roberies for this most applansing service and on the other hand such high charges on it is just not tolerable.

Sir, another issue is excessive billing. First the charges are so high and on top of it every citizen is being burdened with heavy excessive billings. What kind of justice or administraton is this? Is PTC made to become the CBR? It is playing the role of CBR. This is the one way of covering the deficit of the country. When people always enguire that how would you meet this deficit? I wish, the Finance Minister had been here, then this is the covert way of covering the deficit. Then Sir the due date is say, for example the 15th of August for payment of the bill, virtually every member and every citizen will voice for it that they receive the bill only two, three or four days before the due date, preventing them from making the payment on the due date and then incurring a penalty. On top of it they are being forced to pay penalty which cannot be justified. Another practice which is also deplorable practice that many a times bills are not issued every month so you do not have the details of the bill. What do they do if in one month the bill is not issued or if the bill is lost? In the second month they only show the arrears and not the details. So I do not know whether the bill for the month before the last was justified or not?

Sir lastly, I would say that when the last Budget was announced on 15th of may the honourable Minister for Finance had assured that the revised charges will be applicable from 1st July 1992. When we received our telephone bills the central excise duty charges are appearing even for the month of 15 days of May as well as for the month of June also. This is also a clear-out, ex-tortion of money which is against law and illegal PTC and the Government of Pakistan in all fairness, should refund all those charges that they have sharged for the month of June and for 15 days of May. For these reasons. I appeal to my members that this is a case of the public this is a case of the people. It is not a question of party point of view. 50, please support this resolution. Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Dr. Bisharat Ellahi, please.

Dr. Bisharat Ellahi: Thank you very much Mr. Chairman Sir.

I am in full agreement with what my honourable colleague has just said about the telephone bills ; the grossly excessive increase in the telephone charges topped up with a 60% per cent excise duty plus the charges that are debited to you for....

حافظ حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین میں معذرت خواہ ہوں لیکن ایک اہم مسئلہ ہے جس پر بحث ہو رہی ہے اور یہاں۔ بلوں کا مسئلہ ہے ٹیلی فون کا مسئلہ ہے۔ لیکن ہمارے وزیر مواصلات صاحب موجود نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو بلایا جائے تاکہ وہ اس مسئلہ پر، جو بلز ہمارے آرہے ہیں اس پر اور اس مسئلے پر بات کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ان کے colleague بیٹھے ہیں وہ ضرور ان کو بتائیں گے۔

حافظ حسین احمد : کیا بتائیں گے جی وہ؟ انہیں خود پتہ ہی نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نہیں وہ۔۔۔

جناب انور سیف اللہ خان : جناب چیئرمین ہم انشاء اللہ حافظ صاحب کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں گے۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : ان بلوں کے ساتھ تو کوئی بھی مطمئن نہیں ہوگا۔ unless you want to bring the charges down.

(interruption)

ڈاکٹر بشارت الٰہی : چیئرمین صاحب یہ جو figures اقبال حیدر صاحب نے دی ہیں۔ That the telephone charged from Islamabad to Karachi is over a hundred rupees a minutes. آپ ذرا غور تو کریں for God's sake یہ جو حکومتی اداروں میں بیٹھے ہیں یا یہ جو منسٹر صاحبان ہیں۔ probably they donot have to pay for these bills from their pockets.

لیکن ہمیں یہ الاؤنس کتنا دیتے ہیں۔ دو ہزار روپے؟ مطلب یہ کہ چھ کال آپ کراچی کی کر دیں تو آپ کا ایک ماہ کا الاؤنس تو پورا ہو گیا۔ تین منٹ کی چھ کالز کریں۔ and that is you are through with your total allowance for the full month and that is not allowing for the excessive charges and wrong billing اور یہ ایک نئی بات اقبال حیدر صاحب نے سنا دی کہ اگر اگلا ٹیلیفون engage بھی ہے تو پھر بھی ایک منٹ کے چارجز آپ کو دینے پڑتے ہیں۔ آپ نے کراچی کال کی۔ The telephone is engaged at the other end. So, you have to pay a hundred rupees for calling an engaged telephone under the qarb of self-sufficiency? میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جی ہم خود کفالت اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو رہے ہیں at whose expense? Can the people afford to pay these bills? میرا تو یہی سوال ہے۔ اور جنہوں نے یہ کچھ کیا ہے انہوں نے کیا اس پر غور و فکر کیا ہے کہ اس کے implications اور repercussions کیا ہوں گے؟ پھر کہتے ہیں کہ آپ سب کو ایک سال میں ٹیلیفون مل جائیں گے۔ اس وقت تک تو کوئی ٹیلی فون لینے والا ہی نہیں ہو گا۔ جن کے پاس ٹیلی فون ہیں میرا خیال ہے وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ If you pay these bills for a six months or a year at the end of the year Mr. Chairman sir, you will realize کہ آپ کو جو سینیٹ میں ٹوٹل الاؤنس ملتا ہے؟ تنخواہ بھی ڈال لیں اور باقی الاؤنس بھی ڈال لیں ٹی اے / ڈی اے ڈال لیں even that will not be enough to cover your telephone bills and I would request the Government کہ انہوں نے یہ جو غلطی کی ہے، انہوں نے جان بوجھ کر یہ غلطی کی ہے۔ I know that they should withdraw this uncalled for and top of that excise duty اگر آپ یہ لسٹ دیکھیں پچھلے جو چارجز تھے ان میں increase کر کے پھر اس کے اوپر ایکسائز ڈیوٹی لگائی ہے۔ دو دو کام کئے ہیں انہوں نے۔ ہمیں اپنی حکومت سے یہ توقع نہیں

تھی کہ اتنے کمالات ہمیں دکھائے گی۔ کم از کم لوگوں کی آواز سنیں جب ہم چیخ رہے ہیں تو عام آدمی کی کیا پوزیشن ہو گی۔ عام آدمی جس کی تنخواہ پندرہ سو یا دو ہزار یا پچیس سو روپے ہیں' اس کا مطلب ہے کہ وہ ساری زندگی ایک ٹیلی فون کال کراچی نہیں کر سکتا۔ To pay three hundred rupees. Mr. Chairman Sir I am in full agreement and I forcefully support Senator Syed Iqbal Haider on this resolution.

جناب چیئرمین: حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: شکریہ چیئرمین صاحب۔ یہاں پر تو جی آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جو وزارت مواصلات ہے اور جو موٹروے بنا رہی ہے۔ وہ شاید ان ٹی اینڈ ٹی کے بلوں سے انشاء اللہ ایک سال دو سال میں وہ تمام موٹروے کے جتنے بھی اخراجات ہیں اور جو ان کے اپنے بھی حصص ہیں وہ تمام وہاں سے پورے کریں گے۔ جناب چیئرمین میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے محترم اقبال حیدر صاحب اور ڈاکٹر صاحب نے تفصیل سے بات کی لیکن ایک اور پہلو بھی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کچھ لوگ خصوصاً وزرائے کرام بڑے ہوشیار ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں کہ وہ آباؤاجداد کی تمام محرومیوں کا ازالہ چند سال میں کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ یہ بھی دیکھیں کہ جہاں پر ایک عام صارف اور غریب آدمی کو ایک سو دو روپے میں ڈائرکٹ کال کراچی سے اسلام آباد کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے' وہاں پر اگر آپ کسی پی سی او میں چلے جائیں تو وہاں پر جس طرح کہا جاتا تھا جی کہ ہر مال ملے گا ڈھائی آنے تو وہاں ہر کال ملے گی پانچ روپیہ۔ اور جناب یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کراچی اور ان علاقوں میں چلے جائیں۔ لوگوں نے پی سی اوز بنائے ہیں اور آپ تشریف لائیں' بستر لے جائیں کرسی بچائیں اور ایک ایک گھنٹہ آپ کال کریں اور جاتے ہوئے آپ انہیں ایک سو ڈیڑھ سو روپیہ دے جائیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کے علم میں ہے کہ کیا جو پی سی اوز ہیں ان میں محکمہ ٹیلی فون کے آفیسرز نہیں ہیں۔ کیا وہ وہاں سے ماہانہ بھتے وصول نہیں کرتے؟ اور جناب یہ تو چھوڑئے' اوورسیز کال کے لئے بھی جو پی

سی اوز ہیں وہ بھی، آپ جہاں بھی بات کرنا چاہیں، پچیس روپے منٹ کے حساب سے آپ بات کریں۔ اور میرے خیال میں اقبال حیدر صاحب اور کراچی میں جو پی سی اوز ہیں جن کی مجھے معلومات ہیں، میں سمجھتا ہوں کھلے عام آپ آئیں اور ایک گھنٹہ بات کریں۔ اور اس کے بعد سو، ڈیڈھ سو روپیہ آپ دے دیں کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ لوگ سوچتے ہیں کہ جناب کسی کے گھر میں ٹیلیفون لگا ہوا ہے تو وہ وہاں سے تو کال نہیں کرے گا وہ جا کر پی سی او سے کال کریں گے اور آپ کے کئی افسر جناب اس مسئلے پر معطل ہوئے لیکن فوری طور پر انہوں نے پھر بحال کر دیئے اور اس وقت ایک اور صورتحال سامنے ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم موبائل ٹیلیفون فراہم کر رہے ہیں اعلان ہوا لیکن قوم کو یہ بھی بتایا جائے چونکہ ہمارے وزیر مواصلات صاحب نہیں ہیں کہ آخر وہ کیا وجوہات تھیں کہ آپ نے فوراً وہ منصوبہ مؤخر کر دیا یہ کیا مک مکا ہوا؟ موبائل ٹیلیفون والوں نے آپ کے ساتھ کیا نیکیاں کیں کہ آپ نے فوری طور پر یہ کر دیا؟ دوسری بات یہ ہے کہ جناب موبائل ٹیلیفون کی جو پرائیویٹ کمپنی ہے اسے تو آپ نے 60% فیصد سے مستثنیٰ قرار دیا۔ یہ تمام حقائق ہیں اور ہم چاہتے تھے کہ اس پر بحث ہو اور اس وقت ہمارے محترم وزیر یہاں موجود ہوں تاکہ ان کے سامنے یہ تمام باتیں رکھی جائیں جناب والا! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور جہاں تک یہ کہتے ہیں کہ سہولتیں فراہم کی گئی ہیں 'digital telephone لگے ہوئے ہیں اب مصیبت یہ ہے کہ پہل تو ۱۷، اور ۱۸ کو اٹھاتا نہیں تھا اب جب بھی آپ فون کریں تو وہاں سے جواب آتا ہے کہ تمام آپریٹر مصروف گفتگو ہیں تمام آپریٹر مصروف ہیں بے شک آپ سارا دن اس کو ڈائل کرتے جائیں مختلف ٹیلیفونوں سے تو میں سمجھتا ہوں جناب یہ تمام صورتحال ایسی ہے کہ اس پچھلی دفعہ پرسوں ترسوں یہاں پر آیا تھا کہ ایک پبلک کال آفس کا انہوں نے ۲۳ لاکھ بل دکھایا تھا اور اس کے بعد انہیں پتہ چلا میں سمجھتا ہوں اگر انکوائری کی جائے تو اس پبلک کال آفس کے کروڑوں روپے ہوں گے اور یہ صرف اس وجہ سے ممکن ہے کہ جو افراد بیٹھے ہوتے ہیں جن کی رسائی ہے وہ باقاعدہ طور پر ان آپریٹر اور

وہاں کے جو سپر وائزر ہیں ان کو باقاعدہ طور پر مختلف کمپنیوں' مختلف محکموں اور مختلف افراد کی طرف سے ماہانہ ان کی لگی بندھی رقم ہوتی ہے اور اس کے مطابق وہ ٹیلیفون کال کرتے ہیں اور آپ سے ۱۵' ۲۰ روپے فی کال لیتے ہیں اور جس طرح اقبال حیدر صاحب ڈاکٹر صاحب اور ہم نے کہا کہ اگر اس میں واقعی مسئلہ ہے۔ اس کے باوجود بھی نہ یہاں پر کوئی نوٹ لیا جارہا ہے اور نہ اس پر کوئی عملدر آمد ہوگا تو پھر اس پر میری تجویز یہ ہے کہ کم از کم ارکان سینیٹ جو ہیں وہ اپنے ٹیلیفون واپس دے دیں اور یہ عہد کریں کہ جب تک یہ واپس نہیں لیں گے کوئی بھی ٹیلیفون کال نہیں کرے گا اور ان کو جو کوٹہ دیا گیا ہے وہ بھی واپس کریں۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا! میں سینیٹر بھائی اقبال حیدر صاحب سے زیادہ مفصل اس موضع پر کیا عرض کر سکوں گا جنہوں نے اس پر بڑی عرق ریزی کی ہے اور اپنی تمام معروضات کو کاغذ پر حقائق بنا کر پیش کر دیا ہے؟ مجھے تو کچھ حقائق یوں بیان کرنے ہیں کہ 1988 میں جب میں نے پی سی او منظور کرایا تھا اس وقت جناب اسلم خٹک صاحب وزیر مواصلات تھے اس وقت کے جنرل مینجر صاحب نے مجھ سے یہ گریہ کیا تھا کہ ٹی اینڈ ٹی کارپوریشن کثیر منافع کمارہی ہے اور شومئی قیمت یہ ہے کہ کثیر منافع کمانے کے باوجود ہمارے منافع کی نسبت سے ہمیں allocation نہیں کی جاتی ورنہ ہم بہت کارہائے نمایاں انجام دے سکتے تھے میں اس بات کا خود سننے والا ہوں اور بڑے پروثوق طریقے سے اس ایوان میں بیان دے رہا ہوں۔ کہ یہ بات انہوں نے مجھے کہی تھی اور میں نے یہی بات جناب اسلم خٹک صاحب کی خدمت میں واپس آکر عرض کی تھی کہ جب ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ ایک کمانے والا محکمہ ہے اور اس کے محاصل اتنے زیادہ ہیں تو اس نسبت سے آپ ان کو ایلوکیشن کیوں نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمیں کچھ اور خسارے والی جگہوں پر بھی اس پیسے کو استعمال کرنا ہوتا ہے جناب اقبال حیدر صاحب نے درست فرمایا ہے کہ کال کا کٹ جانا ایک معمول ہے اور پھر اس کے بعد غلط نمبر مل جانا ایک معمول ہے

ایک چیز وہ بھول گئے کہ ایک طرف تقریر بھی ایک مرض ہے جو اس ٹیلیفون میں ہے ہم ہیلو ہیلو کر رہے ہوتے ہیں سامنے والے کی آواز سنائی دیتی ہے اور کبھی اس کی آواز ہمیں سنائی نہیں دے رہی ہوتی اور کبھی ہماری آواز اس کو سنائی نہیں دے رہی ہوتی یہ ایک علیحدہ سر درد بن جاتا ہے جناب والا! چونکہ ٹیلیفونک سروسز ہیں پاکستان کا ٹیلیفون سسٹم ہے نظام ہے ہم اس ملک کے باشندے ہیں میں اپنے سارے بھائیوں کے ساتھ اس بات میں ان کا ہمنوا ہوں اور اس پر استدعا یہ کرتا ہوں کہ ٹی اینڈ ٹی محکمہ ہمیں یہ دکھادے کہ وہ خسارے میں چل رہا ہے تو میں کم از کم ان لوگوں میں سے ہوں گا جو تجویز پیش کروں گا کہ اس کے جو چارجز ہیں اس سے بھی دوگنا کر دیئے جائیں لیکن جو ادارہ پہلے سے منافع کما رہا ہے تو وہ منافع پر منافع کمانا اور پھر 60% ڈیوٹی لگا دینا یہ تو وہ بات ہے ایک تو میاں شیر اوپر سے بکتر پہنے ایک تو ان کے چارجز زیادہ ہیں اور پھر اوپر سے ڈیوٹی لگا دی ہے ساٹھ فیصد کی، تو یہ عوام سے کیا چاہتے ہیں؟ لوگوں سے ان کی کیا توقعات ہیں؟ سینیٹر حضرات تو ایک علیحدہ معاملہ ہے میرے بھائی ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب نے ٹھیک فرمایا ہے کہ ہماری مصروفیات زیادہ ہیں کیوں کہ ہم ۲۵، ۳۰، ۳۰ صوبائی اسمبلی کے ممبران کے نمائندگان ہیں ان کے احکامات کی تعمیل میں ہمیں ان سے روابط قائم کرنے پڑتے ہیں لیکن مجھے ان کی وہ بات بڑی پسند آئی کہ جو آدمی ایک محدود تنخواہ کے سکیل کا آدمی ہے اور شومئی قسمت سے اس کا کوئی رشتہ دار کراچی میں بیٹھا ہوا ہے تو ان حالات میں تو وہ ساری زندگی اس سے رابطہ قائم نہیں کر سکے گا میرے خیال میں جناب والا! ہم ترقی پذیر نہیں ہو رہے بلا معاشرتی طور پر تنزل پذیر ہو رہے ہیں Telecommunication Corporation یہ چاہتی ہے کہ زمانہ قدیم کی طرح ہم اونچی آوازوں سے اوبیلیو کہیں۔ اس طرح سے شاید چاہتے ہیں کہ ہم پیغام رسانی کا کام کریں۔

جناب محمد ابراہیم خان : جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے کہ اقبال حیدر صاحب نے جو قرار داد اس ایوان میں پیش کی ہے تو بہت دنوں بعد ایک نہایت مناسب قرار داد اس

ایوان میں آئی ہے میرے خیال میں پاکستان کے شہریوں میں سے کوئی بھی ایسا شہری نہیں ہوگا جو جس کو ٹیلیفون کے محکمے سے آزردگی نہیں پہنچی ہوگی۔

جناب والا! سید اقبال حیدر صاحب نے جو قرارداد ٹیلیفون کے متعلق پیش کی ہے' میرے خیال میں ہم ایک غریب ملک کے باشندے ہیں ہمارے اتنے وسائل نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین : یہ وزیر مواصلات کدھر ہیں؟

جناب محمد ابراہیم خان: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ سید اقبال حیدر صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے وہ نہایت مناسب قرارداد ہے اس ایوان میں میرے خیال کے مطابق کوئی ایسا آدمی نہیں ہوگا جو اس کی مخالفت کرے گا اور خود حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی اس کی کسی نے مخالفت نہیں کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری per capita income کی مناسبت سے یہ اتنا بہت بڑا بوجھ ہے rates کے متعلق کہ کراچی کوئی مہینے میں تین بھی ٹیلیفون کرے تو اس میں ۱۶' ۱۷ گریڈ کے آدمی کی پوری تنخواہ اُڑ جائے گی۔

جناب چیئرمین : ویسے ابھی تک مجھے یقین نہیں آتا کہ واقعی ایک سو روپے سے زیادہ فی منٹ ہوتے ہیں۔

جناب محمد ابراہیم خان : جناب ۱۲۰ روپے ۱۲۵ روپے پڑتا ہے۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین' آپ بھی کبھی اپنے گھر سے کر لیں۔

جناب چیئرمین : ابھی منسٹر صاحب آتے ہیں تو پتہ چلتا ہے۔

جناب محمد ابراہیم خان: جناب والا! وزیر مواصلات تو وزیر' وزیر مواصلات ہے ان کے محکمے کے افسروں کو تو بہر حال کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ ان کے ٹیلیفون سارے فری ملتے رہتے ہیں میں تو اقبال حیدر صاحب کی قرارداد کی حمایت اس لئے کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Dr. Bisharat Ellahi, I think you have already talked about it.

Dr. Bisharat Ellahi: Sir, the long distance trunk call's rate for 800 to 960 Kilometers is 63/- rupees a minute, plus 60% on top of that.

جناب چیئرمین : جناب فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین صاحب! اقبال حیدر صاحب کو میں مبارکباد دیتا ہوں اس کے باوجود کہ یہ بعض چیزوں میں بڑا شور و غوغا مچاتے ہیں لیکن آج جس بہتر طریقے سے انہوں نے ٹیلی فون کے بارے اعداد و شمار کی investigation کی ہے کم از کم میری knowledge میں اضافہ ہوا ہے۔ جب بھی ٹیلی فون کے بل آتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ excessive بل کا جو عام طور پر ہر صارف کو اس کا سامنا ہے جس کا بل دو ہزار ہے ۵ ہزار آتا ہے اور جب آپ وہاں جا کر فیصلہ کریں تو وہ تین ہزار روپے دیتے ہیں۔ حکومت کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ایک commanman کے لئے۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب اس میں دیکھیں نا کہ انہوں نے annexture بی لگایا ہوا ہے جس پر لکھا ہوا ہے این ڈبلیو ڈی چارجز۔

سید فصیح اقبال : سر یہ تو ٹیکنیکل چیز ہے۔

جناب چیئرمین : ایک منٹ ذرا وضاحت تو ہو جائے۔ اس میں لکھا ہوا ہے این۔ ڈبلیو ڈی call چارجز 1991 as on 1st July, above one thousand killometers ۳۰ روپے فی منٹ لکھا ہوا ہے۔ that is trunk call charges, این ڈبلیو ڈی جو ہے nation-wide dialing 021 جو کرتے ہیں اس میں ۳۰ روپے ہے اگر آپریٹر کے through جائے پھر زیادہ ہے۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : اس میں بھی ۶۰ فیصد ایڈ کر لیں۔ اور آج سے ایک سال پہلے کیا تھا اور دو سال پہلے کیا تھا؟

جناب چیئرمین : سمجھ تو آجائے کہ اصلی مسئلہ کیا ہے۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں این ڈبلیو ڈی میں ۳۰ روپے اور ٹرنک کال میں زیادہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپریٹر کے تھرو نہ جائے۔ 021 ڈائل کر لیں تو کم بن جائے گا۔

سید اقبال حیدر : اوور سیز کالز بھی جو ہیں۔

جناب چیئرمین : وہ علیحدہ مسئلہ ہے۔ نہیں نہیں اس وقت the point that I want to the clarified is upon کہ کراچی کا جو ریٹ ہے وہ کیا ہے؟ کراچی کا per minute ریٹ کیا ہے؟ I want the Minister or somebody responsible to clarify this یہاں پر منسٹری آف کمیونی کیشن کا کوئی ہے۔

چوہدری امیر حسین : سر یہ resolution فنانس کا ایکسائز ڈیوٹی پر ہے یہ ڈسکشن ادھر چل پڑی ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں نہیں سوال یہ ہے کہ کراچی کی کال کتنے کی ہے۔

سید فصیح اقبال : میرا مطلب یہ ہے کہ ابھی منسٹر صاحب تشریف نہیں لائے ہیں ان کا کوئی آدمی ہے نہیں اور آپ نوٹس بھی نہیں لیتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین : آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سید فصیح اقبال : ابھی تک کسی کو نہیں پتہ کراچی کی کیا کال ہے جو مجھے ابھی پتہ ہے ۱۰۲ روپے فی منٹ ہے۔ آپ اندازہ کیجئے جس ملک کی آبادی میں ۹۰ فیصد ہمارے عوام low poverty land پر رہتے ہیں متوسط طبقہ بھی کالوں کی یہ شرح برداشت نہیں کر سکتا آپ دیکھئے جن لوگوں کے لئے یہ ٹیلی فون ہے ان سے تو آپ تین روپے لیتے ہیں جو ہمارے Privilege Persons بیوروکریسی ہے ان کے لئے No limit ہے ان کو میرے خیال میں اپنی جیب سے تو دینا نہیں پڑتا کیونکہ ایڈجسمنٹ ہوتی ہے۔ اگر آپ تمام آفیسرز کو worthy President Sahib and Prime Minister Sahib ہمارے including اپنی جیب سے پیسہ دیں تو پھر محسوس ہوگا کہ یہ تین روپے کال کتنی سخت ہے ایک عام آدمی کی تنخواہ 1500 روپے بھی نہیں 900 روپے، 1000 روپے ہے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا وہ لوکل کال بھی کر سکتا ہے چہ جائیکہ ٹرنک کال مجھے افسوس یہ ہے کہ اس پروزیر خزانہ نے اور کہیں سے بچت نہیں کی۔ سینٹ کی بے بسی کا یہ مسئلہ ہے اگر آج ہمارے یہ بجٹ ہوتا تو کم از کم نیشنل اسمبلی کی طرح ہم یہ بجٹ کبھی بھی پاس نہ کرتے جس میں عوام کے ساتھ

ظلم بھی ہو تشدد بھی ہو اور آواز بھی نہ دے سکیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ سینٹ میں بجٹ آنا چاہیئے اور پورے عوام کی یہ خواہش ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ جب excise duty لگ رہی تھی کسی نے پاکستان میں پوچھا؟ آج پاکستان دنیا میں واحد ملک ہے جہاں ان ڈائریکٹ ٹیکسیشن ۲۴۰ ہے اور اس میں اقبال حیدر صاحب کو بھی کہونگا کیونکہ آج یہی کام کر رہے ہیں اعداد و شمار جمع کرنے کا اس پر بھی کام کریں کہ پاکستان میں upholding Tax ہوٹل میں ایکسائز ٹیکس آپ جس جگہ جائیں Services of manufactured bad tax مینو فیکچرنگ پر ٹیکس اس وقت پاکستان میں کسی چیز پر اگر اس کی قیمت ۵ روپے ہے ٹیکس ۱۷ روپے ہے اور وہ نظر اس لئے نہیں آتا کہ سارا budget establishment کا اپنے ٹیکسوں سے پورا کرتے ہیں اور یہ public exchequer کا معاملہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم ہماری پچھلی گورنمنٹ ۸۵ء میں جب جونیجو صاحب کی گورنمنٹ تھی اس وقت تو انہوں نے ۵ پیسے ٹیکس لینے کے لئے بھی withdraw کیا ہمارے وزیر صاحب یاسین وٹو صاحب نے جب ٹیلی فون پر ٹیکس پیش کیا تو انہوں نے تین مہینے کے بعد کہا حکومت کی ناک نہیں ہے عوام کی ناک ہوتی ہے اس کو withdraw کرو ہمارے عوام یہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج پھر ہماری حکومت ہے، ہم کس منہ سے لوگوں کے پاس جائیں، آپ دیکھئے کہ جن متوسط ہوٹلوں میں لوگ ٹھہرتے ہیں ان پر بھی سو فیصد ٹیکس ہے آج تک وزیر خزانہ یا وزیر Telecommunication نے یہ اندازہ نہیں کیا۔ جب آپ کسی ہوٹل میں ٹھہریں وہ اس پر بھی ٹیکس لگاتے ہیں یعنی ہالیڈے ان۔ ان میں ۵ روپے فی کال ہے۔ آپ اندازہ کریں پاکستان میں کتنے قوانین رائج ہیں یعنی دو روپے ۶۰ پیسے حکومت کے اور ڈیڑھ روپے ہالیڈے ان والوں کے اور آپ بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے وزراء اور سیکرٹریز کا نام اس لئے لیتا ہوں کہ کبھی بھی ان کا tenure ہوتا ہے ہماری حکومت کے سارے فنکشنز انہی ہوٹلوں میں ہوتے ہیں اور آج تک حکومت کو اپنے لئے توفیق نہیں ہو سکی کہ کم از کم ایک ایسی جگہ بنائیں جہاں سرکاری فنکشن ہو سکے کیونکہ ان ہوٹلوں میں ہوتے

ہیں ان کے چارجز آپ دیکھئے۔ ٹیلی فون کے چارجز ٹرنک کالز کے چارجز تین گنا ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ عوام پر کم از کم اتنا بوجھ نہ ڈالیں جس طرح آٹا ہے یہ ہماری روزمرہ کی ضرورت ہے۔ ٹیلی فون بھی ہمارے لئے ایک ضرورت بن گئی ہے۔ آپ یہاں بوتھ لگا کر دیکھیں کوئی بوتھ کام نہیں کر رہا یعنی اس وقت جتنے بوتھ ہیں سب خراب ہیں وہ آپ نے ایک وی آئی پی سنٹر بنایا ہوا ہے وہاں آپ لندن کال کریں۔ ۲۰ روپے میں تین منٹ بات ہو جائے گی تو پاکستان میں کوئی نئے ذرائع آپ استعمال کر رہے ہیں اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار کروڑ حکومت کو یہ محکمہ دے رہا ہے۔ ایک ہزار کروڑ تو یہ یہی لوگوں کا خون پسینہ نچوڑ کر سارا آپ حکومت کو دے رہے ہیں عوام کی ہڈیاں رہ گئی ہیں جس حکومت کو دے رہے ہیں وہ انہی کی establishment پر پیسہ خرچ ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس resolution کی ہم بھر پور تائید کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ کم از کم جو ۹۰ء میں تھا وہ status quo رکھا جائے۔ ۹۰ء میں ایک روپیہ کال تھی۔ ۶۰ پیسے سے تھری 300% ریٹ آپ نے دو سال میں بڑھائے ہیں۔ اور یہ عوامی ضرورت کی چیز ہے تو میرا خیال ہے اس سے Treasury Bench اور اپوزیشن کا مسئلہ نہیں ہے یہ ایک عام آدمی کا مسئلہ ہے۔ اسمبلیوں یا Parliaments کا کام یہ ہے کہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرے اگر ہم اس قابل بھی نہیں ہیں تو یہاں ہم لوگوں کے بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کاش کہ آج وزیر خزانہ ہوتے یا ہمارے وزیر مواصلات ہوتے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ گیلری میں Ministry of Communications کا کوئی اعلیٰ افسر نہیں ہے۔ اعلیٰ کیا جونیئر بھی نہیں ہے تو یہ آپ کیسے ہاؤس چلا رہے ہیں؟ آپ پارلیمنٹ کے چیئرمین ہیں۔ آپ ہمارے ہاؤس کے custodian ہیں۔ آپ ہدایت کریں پرائیویٹ ممبر ڈے روز نہیں آتا۔ یہ ہمارے عوام کا مسئلہ ہوتا ہے اس میں عوام کے مسائل ڈسکس ہوتے ہیں۔ اس میں ان کو ہونا چاہیئے یہ نہیں کہ آپ second hand انفارمیشن دیں ہمارے منسٹر صاحب موجود ہیں۔ ان کا میں احترام کرتا ہوں لیکن جب ان کا environment کا مسئلہ آئے گا یہ اس کے اوپر جواب دیں دوسروں کے لئے

نہ کریں جو وہ حکومت نہ کر سکے۔ یہ دو ہاؤسز چلانے کا بھی مسئلہ ہے ابھی آپ کی نیشنل اسمبلی چل رہی ہے تو جب بھی آپ اپنا ہاؤس رکھیں کم از کم منسٹروں کو دلجوائی سے شامل ہونے کا موقع ہو ان کے لئے بھی تکلیف ہے۔ وہاں کورم نہیں ہوتا ہمارا کورم ہوتا ہے۔ اب یہ مشکل بات ہے۔ ۵، ۵ منٹ کے لئے ہمارے وزیر پارلیمانی امور آرہے ہیں جارہے ہیں اور کافی exercise ہو رہی ہے۔ ہمیں ان کے ساتھ کافی ہمدردی ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کا جواب کون دیگا؟ وہ ہمارے جذبات سنیں اور یہ ٹیلی فون کا مسئلہ نہیں ہے۔ ٹرنک کال ہے پوسٹ آفس ہے۔ آج آپ دیکھئے آپ کا خط جو عام طور پر ۶۰/۵۰ پیسے میں بھیجا جاتا تھا۔ آج ساڑھے چار روپے پانچ روپے میں بھیج رہے ہیں اور اس کے باوجود اس کو بھی آپ نے کارپوریشن بنادیا ان پیسوں کو جمع کر کے حکومت کس مد میں خرچ کر رہی ہے؟ اگر یہ واقعی صحیح ہے کہ وہ ایک ہزار کروڑ روپے حکومت کے ریونیو میں داخل کر رہے ہیں تو آپ ۵ روپے فی کال کر دیں ڈیڑھ ہزار کروڑ ہو جائے گا۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ کس پالیسی کے تحت ہمارے وزیر خزانہ نے لگایا ہے۔ اور نیشنل اسمبلی کے ممبروں نے اس کو منظور کیا ہے۔ یہ بجٹ منظور ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ ۶۰ پیسے یہ ٹیکس اور جو ۲ روپے انہوں نے زائد بڑھائے ہیں وہ ۹۰ء والی صورت میں کر دیا جائے۔ اور اس resolution کی میں تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : Thank you۔ جناب شہزاد گل صاحب۔

On this which Minister will make a responsible statement?

(Interruption)

Mr. Chairman: Have you (Ch. Amir Hussain) got all the information?

چوہدری امیر حسین : انور سیف اللہ صاحب بات کریں گے۔

جناب چیئرمین : یہ بات درست ہے کہ ایک سو روپیہ سے زیادہ کی کال ہے۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا! میری عرض سن لیں۔

(مداخلت)

چوہدری امیر حسین: بحث اور resolution کے بارے میں ہو رہی ہے۔ جناب والا! resolution دیکھیں۔

جناب چیئرمین : Resolution تو خیر دیکھ لیں لیکن انفارمیشن کون دے گا کہ صحیح بات کیا ہے۔

چوہدری امیر حسین : جناب! میں گزارش کرتا ہوں کہ ریزولیوشن ایکسائیز ڈیوٹی پر تھی۔

جناب چیئرمین : آپ اس کو چھوڑیں اور مجھے یہ بتائیں who will make a statement کہ یہ جو بات کہہ رہے ہیں صحیح ہے یا نہیں۔ کراچی کے ریٹ کیا ہیں۔ why don't you call somebody from the Ministry o Communications

چوہدری امیر حسین :سر' میں یہی گزارش کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : کس کو آپ نے بلایا ہے۔

چوہدری امیر حسین : کئی وزارتوں کو interconnect کر دیا گیا ہے وزارت مواصلات اور خزانہ کو کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : وہ بعد میں دیکھ لیں گے آپ وزارت مواصلات سے کوئی سیکرٹری ایڈیشنل سیکرٹری یا منسٹر کو بلائیں please get somebody so that we have the correct information

چوہدری امیر حسین : سر' میری گزارش تو سن لیں۔

جناب چیئرمین : I will listen to you later آپ پہلے یہاں کسی ذمہ دار افسر کو بلائیں .I want the information on this کہ صحیح بات کیا ہے۔ یہ تو نہ ہو کہ بات vacuum میں ہو رہی ہے اور پتہ ہی نہ چلے کہ بات کیا ہے۔

چوہدری امیر حسین : سر' آج کے بارے میں وزارت خزانہ کے نوٹس میں تھا۔

جناب چیئرمین : تو وزارت خزانہ والوں کو بلائیں نا۔

چوہدری امیر حسین : وہ جناب یہاں پر ہیں۔

جناب چیئرمین : کہاں پر ہیں؟ ان سے پوچھیں اور verify کریں کہ یہ figures صحیح ہیں یا نہیں؟ because it is not clear from these documents which are before me کہ یہ کیا ہو رہا ہے یعنی این ڈبلیو ڈی کے علیحدہ ریٹ ہیں' اس پر پر منٹ لکھا ہوا ہے دوسرے کے اوپر long distance لکھا ہوا ہے یہ نہیں لکھا ہوا ہے کہ تین منٹ کا ہے یا ایک منٹ کا ہے۔ So please let us have the facts

چوہدری امیر حسین : جناب وزارت مواصلات کو چونکہ نوٹس نہیں دیا گیا تھا اس لئے ان کو بھی بلاتے ہیں۔

جناب چیئرمین : بلالیں نا' Please get somebody

چوہدری امیر حسین : جناب' بلاتے ہیں۔

جناب چیئرمین : O.K. please جی شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل : جناب والا' میری مختصراً گزارش ہے کہ جہاں تک اس resolution کا تعلق ہے اس کو میں پوری طرح support کرتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ جب اقبال حیدر صاحب نے یہ resolution دیا تھا اس وقت ایکسائز ڈیوٹی ۲۰ فیصد تھی اب ۱۲/۸ کو وزیر صاحب نے اقبال حیدر صاحب کے ایک سوال کا جواب دیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ۹۲-۷-۱ سے ڈیوٹی ۹۱-۷-۱ کے بل پر ڈیوٹی جو ہے وہ ۶۰ فیصد کر دی گئی ہے۔ اب اگر موجودہ صورتحال میں resolution پاس ہوتا ہے تو اس سے ڈیوٹی ۲۰ فیصد واپس ہو گی اور ۶۰ فیصد ڈیوٹی واپس نہیں ہو گی اس لئے میری تجویز ہے کہ ۲۰ فیصد کی بجائے ۶۰ فیصد کیا جائے۔

سید اقبال حیدر : وہ کر دیا گیا ہے۔

جناب شہزاد گل : کر دیا گیا ہے۔ ٹھیک ہے تو یہ ۶۰ فیصد واپس کی جائے۔ ان الفاظ

کے ساتھ میں اس resolution کی مکمل تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : سید احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ : شکریہ۔ جس طرح سارے ملک کے عوام کو ٹیلیفون پر ۶۰ فیصد ایکسائز ڈیوٹی لگانے پر تشویش ہے اسی طرح سے مجھے بھی ہے۔ ایک دفعہ وزیر صاحب نے ہمیں ایک بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے پاک ٹیل اور انسٹافون کو اس لئے اجازت دی ہے کہ یہ ٹیلیفون کانٹ ورک بڑھانے کے لئے کار آمد ہو سکتے ہیں لیکن جناب یہاں تو عام ٹیلیفون کی شرح کو بڑھایا جارہا ہے تاکہ ان کی سیل زیادہ ہو۔ سر جو انہوں نے ہم سے یہ فرمایا تھا کہ ان فرموں کو نٹ ورک بڑھانے کے لئے استعمال میں لایا جارہا ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ ایک انسٹافون کی قیمت کوئی چالیس ہزار کے قریب یا ۳۵ ہزار کے قریب بنتی ہے۔ یہ سہولت عام آدمی یا کوئی دیہات کا آدمی کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

جناب والا! دوسری گزارش یہ ہے کہ میرا تعلق مکران سے ہے۔ مکران میں ٹیلیفون والوں نے ایک ایک سال کے بل ایک ساتھ دیئے ہیں اور ہر ٹیلیفون کا بل ساٹھ ہزار ستر ہزار ہے۔ اب غریب لوگ کہاں سے دیں گے یا تو محکمہ ان کو ماہانہ بل دیا کرے تاکہ عوام اس کی ادائیگی کر سکیں، ورنہ کوئی سہولت دی جائے۔ جناب میں ان الفاظ کے ساتھ اقبال حیدر صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جناب بوستان علی ہوتی صاحب۔

جناب بوستان علی ہوتی : سب سے پہلے میں اقبال حیدر صاحب کو مبارکباد دوں گا کہ انہوں نے ایک عوامی مسئلہ کی طرف اس ہاؤس کی توجہ دلائی بہت سے میرے honourable دوستوں نے جو کہا ہے کہ party politics سے الگ ہو کر ہمیں عوامی سطح پر سوچنا چاہیئے، میں بھی اس بات کا قائل ہوں۔ محرک کوئی بھی ہو، اگر صحیح بات اور حق بات ہاؤس میں آتی ہے جو کہ عوام کے مفاد میں ہو تو کھلے دل سے اس کو ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ ساٹھ فیصد ایکسائز ڈیوٹی کے متعلق عرض کرتے ہوئے ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب

نے ابھی آپ کی غیر موجودگی میں کہا تھا کہ ہمیں جو ٹیلیفون کا بل ملتا ہے وہ چھ کالیں روزانہ کرنے سے پورا ہو جاتا ہے۔ جناب والا' ان چیزوں کا ہمارے وزراء صاحبان کو اور افسران کو احساس اس لئے نہیں ہوتا ہے کہ انہیں بل نہیں دینا پڑتا ہے۔ آپ اور ہم سب حیران ہیں کہ سو روپیہ فی منٹ کال پڑتی ہے اگر اس میں کوئی غلط فون ہو جائے تو وہ بھی چارج ہوتا ہے لیکن ان چیزوں کا احساس ان کو اس لئے نہیں ہوتا ہے کہ ان کے پاس فری ٹیلیفون ہیں وزراء کے گھروں میں ان کے رشتہ دار اور عزیز و اقارب آتے ہیں وہ پندرہ پندرہ منٹ تک آدھا آدھا گھنٹہ تک ٹیلیفون کرتے ہیں' باہر کے ملکوں میں کرتے ہیں' کراچی کرتے ہیں' پشاور کرتے ہیں اور افسران کی بھی وہی حالت ہے۔ اب رہے درمیانے طبقے کے لوگ' ان کو یہ احساس ہوتا ہے کیونکہ ان کو بھی پیسے دینے پڑتے ہیں۔ آپ اوورسیز کے بارے میں دیکھ لیں پوری دنیا میں پاکستانی موجود ہیں جو کہ اربوں' کروڑوں روپوں کی شکل میں آپ کو فارن ایکسچینج دیتے ہیں لیکن ان کے رشتہ دار' عزیز و اقارب کیسے سعودی عرب میں فون کریں گے؟ دبئی میں کیسے کریں گے؟ لندن میں کیسے کریں؟ تو ان سب باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ اس ۶۰ فیصد ایکسائز ڈیوٹی کو واپس لیا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے جیسے کہ اقبال حیدر صاحب نے کہا کہ اگر حکومت عوامی مفاد کے خلاف اپنا فیصلہ ٹھونسے گی تو ہو سکتا ہے اس کے خلاف احتجاج میں ہم عوام کا ساتھ دیں۔

جناب چیئرمین : مجھے پتہ ہے اور شک پڑ رہا ہے۔ مجھے یہ شک پڑ رہا ہے کہ in land trunk call کے ریٹ تین منٹ کے ہیں اور این ڈبلیو ڈی ریٹ ایک منٹ کا ہے یہ مجھے شک پڑ رہا ہے۔ So, I want the Ministry to clarify this position

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مجھے شک پڑ رہا ہے کہ وزارت کو بھی پتہ نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ Nobody is here to answer this جی اور کون بولنا چاہتا ہے؟

میر عبدالجبار : جناب ایک منٹ کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں یہ جو آپ نے کہا تھا کہ زیرو ڈائل کرنے کے بعد چار جز کم ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں نہیں، ہوتا یہ ہے کہ جب آپ ٹرنک کال بک کرتے ہیں تو یہ تین منٹ کے لئے ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ریٹس تین منٹ کے ہی ہوتے ہیں۔ جب آپ این ڈبلیو ڈی کرتے ہیں تو یہ pulse rates پر ہوتا ہے تو اس کے فی منٹ ریٹ ہوتے ہیں۔

میر عبدالجبار : جناب بات دو منٹ ہوتی ہے لیکن چار جز تین منٹ کے ہوتے ہیں۔

Mr. Chairman: Anyhow it is for the Ministry to clarify I want somebody to come and tell us.

سید اشتیاق اظہر : جناب والا! میں اقبال حیدر کو قابل مبارکباد سمجھتا ہوں۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : لیکن ٹرنک کال کا ریٹ نہیں دیا ہوا ہے۔ اقبال حیدر صاحب آپ بھی ذرا دیکھیں مجھے شک پڑ رہا ہے کہ۔

سید اشتیاق اظہر : جناب چیئرمین، میں اقبال حیدر صاحب کو قابل مبارکباد سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس مسئلہ کو آج اس ایوان میں پیش کر کے بہت سے ایسے سربستہ رازوں کو بے نقاب کر دیا ہے جس سے ہم لوگ عام طور پر ناواقف تھے۔ انہوں نے اس سلسلے میں جو گراؤنڈ ورک کیا ہے اور جو اعداد و شمار فراہم کئے ہیں، ان کے بعد تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قرارداد کو نہ صرف ہمیں متفقہ طور پر منظور کرنا چاہیئے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کوئی احتجاج کا راستہ بھی اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ جو دھاندلی ہو رہی ہے، cheating ہو رہی ہے، یہ جو فراڈ ہو رہا ہے عوام کے ساتھ بھی اور ہمارے ساتھ بھی، اس کا تدارک ہو اور آئندہ کسی کو اس قسم کا فراڈ کرنیکی جرأت ہی نہ ہو اور نوبت ہی نہ آئے میں ان الفاظ کے ساتھ ایک دفعہ پھر اقبال حیدر صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور جو اعداد و شمار انہوں نے پیش کئے ہیں اس کی داد دیتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ اس قرارداد کو یہ ایوان اتفاق رائے

سے پاس کرے گا اور اگر اس قرار داد کے مطابق کارروائی نہیں ہو گی تو ہم اس سے آگے سوچنے پر مجبور ہوں گے جیسے کہ اقبال حیدر صاحب نے کہا ہے کہ اس سلسلے میں وہ تحریک چلائیں گے تو ہم بھی اس تحریک میں ان کا ساتھ دیں گے۔

جناب چیئرمین : کوئی اور معزز رکن؟ مندوخیل صاحب' میرا خیال ہے کہ آپ بول چکے ہیں۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! وہ تو میں نے اس مسئلہ پر بات کی تھی'

(مداخلت)

جناب چیئرمین : اقبال حیدر صاحب' آپ ذرا یہ چیک کر لیں am I right in saying that Trunk Calls rates are for three minutes?

Syed Iqbal Haider: Sir, let it be clarified by the department.

جناب چیئرمین : آپ بھی بتائیں you know it.

سید اقبال حیدر : یہاں پر بھی ambiquity ہے۔

جناب چیئرمین : جی' مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ پہلے تو جناب والا' میں اقبال حیدر صاحب کے اور دیگر دوستوں کے ان نقاط کی حمایت کرتا ہوں جو انہوں نے بیان کئے ہیں' جن میں کہا ہے کہ اس حوالے سے مختلف دھوکے ہوتے ہیں' مختلف فراڈ ہوتے ہیں' مختلف زیادتیاں ہوتی ہیں۔ اب اس ایکسائز ڈیوٹی کے بڑھانے کے سلسلے میں' میں مختصراً عرض کروں گا کہ اس میں خواہ وہ in land long distance trunk calls ہیں خواہ وہ این ڈبلیو ڈی calls charges ہیں یعنی direct dialing اس میں بنیادی طور پر 1989 اور

1992 میں جو ڈیوٹی بڑھائی گئی ہے وہ 100 فیصد سے بالا ہے۔ خواہ وہ perminute کا ہو خواہ وہ ٹرنک کال ۳ منٹ کی ہو اگر ہم حساب کرتے ہیں تو اس میں سو فیصد اُدھر بھی بالا ہے یہ ۶۰ فیصد ایکسائز ڈیوٹی شامل کر کے یعنی یہ دونوں میں بالا کر دیا گیا ہے۔ باقی جناب دوستوں نے آپ کو تفصیلات دی ہیں کہ یہ کسی طرح ممکن نہیں 1989 hundred percent اور 1992ء یعنی کل تین سال بنتے ہیں۔ تین سال میں سو فیصد ہر side پہ جناب والا ایکسائز ڈیوٹی بڑھادی گئی' اور یہ ہے پوزیشن اس میں ہم کیسے ادا کر سکتے ہیں؟ دوستوں نے یہ صحیح بات بیان کی کہ اصل میں PCO's وغیرہ کا ایک خاص ریٹ ہے اور جیسے حافظ صاحب نے درست کہا کہ ہر چیز اڑھائی آنے میں' اُس کا بالکل ایک خاص ریٹ ہے اور اس طرح بالا افسران' چیئرمین سینٹ' صدر' وزیراعظم' اور ممبران پارلیمنٹ ہیں ان کے تمام فون مفت ہیں۔ اس لئے عام آدمی اس میں پس رہا ہے اور ہم اس قرارداد کی مکمل حمائت کرتے ہیں اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کو بالکل withdraw کیا جائے۔

جناب چیئرمین : جی جام کرار صاحب۔

Jam Haji Kararuddin: Mr. Chairman, Sir thank you very much. Today I feel that our colleague Senator Syed Iqbal Haider has taken away cent per cent credit from this House and I also congratulate him for moving this important resolution in this House. No doubt the T&T Department has fleeced the public to the bone. This increase of 60% Excise Duty is unjustified by not only cannon of justice of by any principle. This duty is being enhanced by the Department through poor people of Pakistan. This must be withdrawn and I support the resolution of Mr. Iqbal Haider in toto. The dates, the facts and figures that he had given, no doubt, he has worked very hard and has revealed that this department has committed injustice to the people of Pakistan. When we are talking within the country we pay exorbtant fee and whenever we are talking to our friends or to anybody outside the country we pay less. This is sheer injustice. If we talk to London we pay fifty rupees. If we talk from Karachi to Islamabad, we pay hundred and two rupees. This is very bad. This is very sad precedent also I tell

you Mr. Chairman, Sir, that far has provide PCOs all rural areas now what they have done they have taken that number of PCO of that village to the Exchanges people, they dial that number of PCO and the result is that they are charged twenty thousand or 25000 from that PCO or from that village and nobody is going to pay that amount because that PCO has been used by the Exchange people not by the local people of that village. The result would be that if we will not reduce the rate this excise duty, the result would be that everybody will throw over their telephone sets from this house and PCO's will be closed. Therefore I will request the government also to look into this matter and reduce and take away this sixty per cent excise duty from the telephones and on this resolution I fully support the views of Mr. Iqbal Haider.

Mr. Chairman: Khawaja Asif Sahib. بالکل مختصر بات کریں۔

خواجہ محمد آصف : جناب چیئرمین! صرف دو باتیں ہیں ایک تو جو ایکسائیز ڈیوٹی بڑھائی گئی ہے اگر اس PTC کو پرائیویٹائز کرنے کا جس طرح ہماری حکومت کے ارادے ہیں تو مجھے خوف آتا ہے کہ جب یہ پرائیویٹائز ہو گی already اتنے exorbitent charges ہیں پرائیویٹائیز ہو کر جب یہ عام اور کاروباری لوگوں کے ہاتھوں میں چلی گئی تو اس کے بعد عوام کا کیا بنے گا؟ دوسری بات یہ ہے کہ اتنے exorbitant charges کے بعد کم از کم سروس تو اچھی ہونی چاہیئے۔ یہ سروس مہنگی ہوتی جا رہی ہے اور اس کی کوالٹی depreciate and deteriorate ہوتی جا رہی ہے اس وقت تمام ملک میں digital exchanges لگ رہی ہیں کچھ لگ رہی ہیں اور کچھ لگ چکی ہیں پہلی برسات آئی ہے تمام digital exchanges بیٹھ گئی ہیں۔ ہر شہر کے اندر اس برسات کے موسم میں ہزاروں ٹیلیفون بند پڑے ہیں۔ اتنے چارجز حکومت یا PTC وصول کر لیتی ہے تو اس کے بعد کم از کم اُن کو یہ ensure کرنا چاہیئے کہ صارفین کو فرسٹ کلاس سروس مہیا کرنی چاہیئے۔ سروس کم اور چارجز زیادہ ہو رہے ہیں یہ جو ہے this is great injustice to people. اس کے بعد نمبر دو میری بات یہ ہے اور اس سے مجھ کو بھی خوف آ رہا ہے اور میں اس ہاؤس کی وساطت سے عوام کو

warn کرتا ہوں کہ جب یہ پرائیویٹائز ہو گی تو اس پر کاروباری لوگ اس پر آکر بیٹھ جائیں گے ابھی تو ہماری جیبیں خالی ہو رہی ہیں تو وہ لوگ آکر ہماری کھالیں بھی اُتار لیں گے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی ڈاکٹر ریحان صاحب۔

I am glad one minister is there because this is an important issue on which there is a total confusion.

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب چیئرمین سینیٹر اقبال حیدر نے ایسا ایک issue یہاں اٹھا کر نہ صرف سینٹ کے اندر جو ممبران ہیں ان کے دل کی آواز بلکہ میں سمجھتا ہوں پاکستان کے کروڑوں عوام کی آواز آج اُٹھائی ہے اور وہ قابل تحسین و آفرین ہیں اور میں اُن کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس اہم معاملے کی طرف ایوان کی توجہ دلائی ہے۔ جناب یہ ٹیلیفون کی سہولت جو مجھے معلوم ہے کہ کئی ملکوں میں ملک کے اندر calls free ہوتی ہیں۔ اور with in city ٹرانسپورٹ بھی free ہوتی ہے۔ اُن کا یہ concept ہے کہ یہ ایک سہولت ہے لیکن یہاں پر عجیب بات ہے کہ ٹیلیفون کے اکثر غلط نمبر ملتے ہیں بیچ میں کٹ جاتے ہیں drop ہو جاتے ہیں اور وہ charges برابر آتے رہتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ ایکسائز ڈیوٹی لگاتے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ریٹ ان کو کم کرنے چاہیئے تھے۔ اُس وقت تک جب تک سہولت پوری طرح efficient نہ ہو، تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کی قرارداد بابت 60% ایکسائز کی حمایت کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہوں کہ اسے ختم کیا جائے اور یہ بھی کہتا ہوں کہ ٹیلیفون کے ریٹ کو بھی کم کیا جائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان : شکریہ جناب چیئرمین! خوش قسمتی سے ہمارے وزیر خزانہ صاحب اور وزیر مواصلات تشریف لے آئے ہیں اس لئے یہاں یہ کلریفائی کریں گے۔ میں دو گزارشات ان کی، خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اتفاق سے میرا اپنا بل اس وقت میرے پاس ہے۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں ارشاد فرمایا تھا کہ جو

ایکسائز ڈیوٹی بڑھائی گئی ہے یہ یکم جولائی سے نافذ العمل ہو گی میرے پاس یہ جون کا بل ہے اس میں یہ 60% ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔ دوسری بات وزیر مواصلات صاحب کلریفائی کریں گے میں اُس وقت سے بیٹھا اپنے بل کا حساب کر تا رہا ہوں سمجھ نہیں آئی ان کے کمپیوٹر کیسے کام کر رہے ہیں؟ میں آپ کی خدمت میں مثال کے طور پر دو تین چیزیں عرض کروں گا ایک کال لاہور کی ایک منٹ 53 سیکنڈ کی 'اُسکاریٹ ہے 2.75 'اور ایک کال ہے اسی بل میں لگی ہوئی ہے دو منٹ 38 سیکنڈ کی 'اس کا ریٹ لگا ہوا ہے دس روپے 'اور ایک 5 منٹ 59 سیکنڈ کی ہے اس کا ہے 22 روپے اور کچھ پیسے' اور پھر دوسری 5 منٹ 48 سیکنڈ کی ہے وہ 43.75 روپے ہے۔ اور پھر ۵ منٹ ۴۹ سیکنڈ کی ہے وہ 43.75 روپے ہے۔ پھر سر! اسی طرح ایک کال ۳ سیکنڈ کی ہے اس کا ہے 8.75 روپے اور ایک کال ہے چھ سیکنڈ کی وہ ہے 2.25 روپے میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں وہ rates دیئے ہوئے ہیں کمپیوٹر کے ذریعے سے بل میں شامل ہیں وہ بھی آپس میں نہیں ملتے ہیں کہ اسی ۵ منٹ کی call کا ایک ریٹ علیحدہ ہے اور دوسرا علیحدہ ہے یعنی یہ کیا وجہ ہے اس میں کیا کمپیوٹر میں غلطی ہے یا rates میں غلطی ہے یا ہماری 'گفت و شنید کہیں اونچی ہو گئی تھی' کم آواز تھی اس لئے کسی کے rates کم ہیں کسی کے زیادہ ہیں 'اس لئے میں عرض کروں گا کہ اب چونکہ وہ تشریف لائے ہیں تو یہ وضاحت فرمائیں یہ ساری لاہور کی calls کا میرے پاس بل ہے اس میں مختلف rates لگے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں میں آپ کو ایک ذاتی تجربہ بھی بتادوں چونکہ آج ٹیلیفون کی بات ہو رہی ہے میرا جو ذاتی ٹیلیفون ہے وہ جب مکان خالی ہوا تو ہم نے محکمہ ٹیلیفون کو لکھ کر بھیجا کہ اس ٹیلیفون کو بند کر دیا جائے فی الحال جب تک کوئی نیا آدمی وہاں نہیں آتا اس تاریخ کے بعد امریکہ کی call میرے بل میں شامل ہے۔ تو بہر حال منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی : جناب والا! محترم اقبال حیدر صاحب سے میری بات ہوئی تھی اس ضمن میں میں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ چونکہ communications سے ایکسائز ڈیوٹی کا تعلق نہیں ہے ' ایکسائز ڈیوٹی ' فنانس کا کام ہے وہ جواب دیں گے۔ اور آج کے ایجنڈے پر اس پر ایک موشن بھی گیارہ نمبر پر ہے جو میر عبدالجبار صاحب نے پیش کی ہے اور یقیناً میں پی ٹی سی کی کارکردگی پر تفصیلاً بات کرنے کے لئے تیار ہوں جب اس کی باری آئے گی۔

جناب چیئرمین : تو یہ clarify کر دیں نا کہ ریٹس کی جو بات ہو رہی ہے وہاں پر کوئی confusion ہے یعنی ان کا یہ کہنا ہے کہ اب کراچی کا ریٹ سو روپے سے زیادہ فی منٹ ہے۔ اس کی زرا وضاحت کریں۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی : میں وہی گزارش کر رہا ہوں۔ مجھے پتہ نہیں تھا بد قسمتی سے پی ٹی سی کی کارکردگی جو ہے وہ زیر بحث لائی جائے گی۔ ورنہ میں یہیں حاضر ہوتا۔ یہ چونکہ اتنا لمبا سبجیکٹ ہے کہ اس پر بحث کے لئے وقت درکار ہے اور جب بھی آپ مناسب سمجھیں اور یہ موشن آیا تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ مجھے زیادہ سے زیادہ وقت دیں۔ تاکہ میں تمام پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈال سکوں۔ اگر میں پی ٹی سی کی کارکردگی شروع سے لوں تو محترم اراکین کی تنقید میرے لئے رہنمائی ہے۔ اور میں اس سے اختلاف نہیں کر رہا۔ ان کی جو مثبت تجاویز یا تعمیری تنقید آتی ہے وہ ہمارے لئے رہنمائی ہوتی ہے۔ اور میں اسے ہر وقت قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اگر میں پوری تاریخ بیان کرنا شروع کر دوں کہ پی ٹی سی کہاں سے چل کر کہاں تک پہنچا اور اس میں کیا کیا ہوا تو اس پر یقیناً بہت زیادہ وقت لگے گا۔ تو میں اس کا مجاز نہیں کہ ایکسائز ڈیوٹی لگاؤں یا واپس لوں۔ یہ فنانس کا کام ہے۔ اس کا جواب تو محترم وزیر خزانہ دیں گے۔ اب آپ نے حکم دیا کہ میں صرف billing کے سلسلے میں کہوں۔

جناب چیئرمین : نہیں ہر ریٹس کے بارے میں کوئی confusion ہے۔ اس کا

بتائیں کہ کیا ہے؟

جناب محمد اعظم خان ہوتی : Billing کی عمومی جتنی شکایات آ رہی ہیں میں تب بھی موجود نہیں تھا اور میں نے درخواست کی تھی محترم اراکین سے تو وہ اس لئے کہ میں نے چار بین الاقوامی کمپنیز کو جو بلنگ کی ماہر ہیں ان کو بلوایا تھا اور آج میں ان سے باقاعدہ بریفنگ لے رہا ہوں کہ وہ ہمیں وہ طریقے بتائیں جو باہر کی دنیا میں' جدید دنیا میں جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ اپنائے ہوئے ہیں جس سے وہ اپنی wrong billing کو کنٹرول کرتے ہیں۔ میں ابھی اسی میٹنگ میں تھا جب مجھے حکم ملا تو میں وہاں سے ہی یہاں آیا۔ جہاں تک اس کے ریونیو کا تعلق ہے یا اس کی billing کا تعلق ہے' جو آتے ہیں تو ایک تو اس میں فاصلے کا تعین ہوتا ہے۔ دوسرے ایک منٹ جو ہے ایک pulse دس سیکنڈ کا حساب کیا جاتا ہے۔ ایک منٹ میں چھ pulse ہوتے ہیں۔ پھر فاصلے کے لحاظ سے' مثلاً اگر اسلام آباد سے کراچی کوئی صارف ٹیلی فون کرتا ہے تو جونہی وہ ٹیلی فون ڈائل کرتا ہے۔ اور وہاں سے کوئی receiver اٹھاتا ہے تو pulse کام شروع کر دیتا ہے اور ٹیلی فون کے میٹر کال کے حساب سے سیٹ کئے ہوتے ہیں' لوکل کال کے حساب سے۔ اور جب بھی کوئی لوکل کال کی جائے تو وہ ایک نمبر forward leap کرتے ہیں۔ لیکن جہاں ڈائریکٹ ڈائلنگ یا این ڈبلیو ڈی long distance call کی بات آ جاتی ہے تو وہاں calculation ہوتی ہے اسی لوکل کالز کی بنیاد پر لیکن وہ pulse جلدی پھر leap کرتا ہے۔ اور جیسے میں نے گزارش کی کہ اسلام آباد اور کراچی کے درمیان ایک pulse ڈھائی سیکنڈ کے حساب سے جاتا ہے۔ اب اگر آپ دیکھئے ایک منٹ میں اگر کراچی کوئی کال کر رہا ہے تو چوبیس pulses leap forward ہوتے ہیں۔ اس حساب سے اگر لوکل کال دو روپے ہے تو اگر کوئی صاحب long distance پر کراچی بات کر رہے ہیں تو وہ automatically چوبیس لوکل کال ہو جاتی ہیں جو لوکل کال کی قیمت ہے میٹر اسے leap کرتا ہے۔

جناب چیئرمین : جو پوائنٹ یہاں آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ کراچی کا ریٹ کیا ایک سو دو

روپے فی منٹ ہے یا نہیں ہے؟اس کی وضاحت کریں۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی : نہیں جناب والا۔ ایک سو دو روپے قطعاً نہیں ہے۔ ایک ریونیو کا Tariff ہے۔جو ٹیلی فون کا Tariff ہے جو pulse کے حساب سے leap کرتا ہے۔اور ایک اس میں اجتماعی یا مجموعی ایکسائز ڈیوٹی لگتی ہے۔اس کے حساب سے ہوتا ہے۔ وہ تو تمام اعداد و شمار میں لے چکا ہوں میرے پاس ہیں۔اور جب بھی پی ٹی سی کی کارکردگی پر بحث کرنے کا موقع آیا یا اب اگر آپ مجھے حکم کرتے ہیں۔ میں پہلے بھی committed ہوں۔اس فلور پر اور پچھلے ہفتے آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اگلے ہفتے اس پر تیاری کر کے آئین کو میں تیاری کر چکا ہوں لیکن مجھے پتہ نہیں تھا کہ اس پر آج ہی بحث ہو گی۔ورنہ میں وہ تمام اعداد و شمار لا کر اور بلکہ میں اس کے لئے بھی تیار ہوں کہ میں اسے محترم اراکین کے سامنے ایوان کی میز پر رکھ دوں تاکہ یہ بھی دیکھ لیں اور میں اس پر بحث کر سکوں۔ میرے پاس وہ تمام اعداد و شمار موجود ہیں جو اس وقت میں نہیں لایا۔ آپ مجھے حکم کریں گے تو جب پی ٹی سی کی کارکردگی پر بحث ہو گی میں وہ لے آؤں گا۔

جناب چیئرمین : نہیں آج اس مسئلے کو ختم کریں۔ میں ریزولیوشن تو پیش کر دیتا ہوں اس طرح دو چیزیں سامنے آئی ہیں۔ایک تو ایکسائز ڈیوٹی ہے 60% ہے۔ وہ تو وزیر خزانہ کریں گے۔انہوں نے دوسرا مسئلہ یہ اٹھایا ہے کہ کراچی اگر کال کی جائے اسلام آباد سے تو ایک سو دو روپے فی منٹ بنتی ہے۔اب اس کے آپ نے جو اعداد و شمار ایک سوال کے ذریعے دیئے ہیں ‘اس میں دو لسٹ لگی ہوئی ہیں۔ایک ہے این ڈبلیو ڈی چارجز۔اس میں کال بنتی ہے اڑتالیس روپے فی منٹ۔ دوسرے آپ نے دیئے ہوئے ہیں ٹرنک کال چارجز۔ اور اس میں کال یہ بنتی ہے۔اب یہ اگر فی منٹ ہے ‘ مجھے نہیں معلوم ‘ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

Mr. Muhammad Azam Khan Hoti: Trunk Call is for three minutes.

جناب چیئرمین : تو اگر وہ تین منٹ ہے تو تین منٹوں کے ایک سو چار روپے بنتے ہیں۔ Then it is in accordance with the earlier one. Please clarify this کہ یہ کیا ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی : میں وہی کہہ رہا تھا کہ یہ تمام اعداد و شمار میں نے لئے ہوئے ہیں۔ لیکن میں ساتھ نہیں لایا مجھے پتہ نہیں تھا کہ اس پر بحث ہو گی اگر آپ مجھے حکم دیں تو کل میں اس پر بحث کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین : جی جناب وزیر خزانہ صاحب۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی : جناب والا! مجھے بھی ذرا اجازت دیں۔ اس دن ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ اوور سیز کال کا ٹیرف کم ہے اور ان لینڈ کالز کے زیادہ ہے' تو اوور سیز کال میں باہر کے ملک کی کمپنیوں یا ملکوں کے ساتھ ہمارے معاہدے ہوتے ہیں اور fixed selling ہوتی ہے جس سے ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ کیونکہ کالز ادھر سے بھی آتے ہیں۔ ڈبل چینل ڈبل سرکٹ چلتے ہیں۔ تو وہ اس لئے کم ہیں اور ان لینڈ' ہمارے اپنے تعین شدہ نرخ ہیں جس کے مطابق ہم چلتے ہیں۔ لیکن یہ میں تفصیل سے پھر جب آپ حکم کریں گے کل میں آپ کو بتادوں گا۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔ جی جناب وزیر خزانہ صاحب۔

جناب سرتاج عزیز : جناب چیئرمین۔

سید اشتیاق اظہر : جناب چیئرمین۔ اڑتالیس روپے پر بھی 60% لگالیں تو بھی ایک سو دو روپے نہیں بنتے۔

جناب چیئرمین : یہ تیس روپے ہیں۔ اس پر 60% لگا کر اڑتالیس روپے بنتے ہیں۔ جو ان سے پتہ چلتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کراچی کال تیس روپے فی منٹ ہے۔ اس پر 60% لگائیں تو Rs. 48 بنتا ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی : جناب والا! میں نے کہا ہے کہ وہ لوکل کالز میں

convert ہوتی ہے اور لوکل کال دو روپے ہے۔ اور جب آپ بات کرتے ہیں تو ایک منٹ کے چوبیس لوکل کال بنتے ہیں۔ کیونکہ ڈھائی سیکنڈ کے بعد pulse leap forward کرتا ہے تو وہ automatically اڑتالیس روپے بن جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین : جی وزیر خزانہ صاحب۔

جناب سرتاج عزیز : جناب چیئرمین۔ سینٹرل ایکسائز ڈیوٹی کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جب ٹیلی فون ڈیپارٹمنٹ کو ٹیلی کمیونیکشن کارپوریشن بنایا گیا تو حکومت کو جو منافع کی شکل میں amount آتی تھی وہ دو شکلوں میں تھی۔ ایک تو جو شیئر کیپیٹل ہمارا تھا۔ اس کا percentage profit کی شکل میں آتا تھا وہ کوئی تین سو کروڑ تھا۔ اس کے علاوہ جو ہمارا loan تھا اس پر ان کو کچھ interest دینا تھا۔ تو جو gap بچا between the amount جو ہم پہلے receive کر رہے تھے before it was converted into a Corporation اور جو اب ہمیں ملنا تھا under the new formula اسے ہم نے ایکسائز ڈیوٹی میں convert کیا تاکہ جو ریٹرن ہمیں وہاں سے آ رہی ہے وہ constant رہے اور اس میں کمی نہ آئے۔ یہ پچھلے 1991ء کے بجٹ میں '92-1991ء میں یہ ایکسائز ڈیوٹی لگائی گئی۔ جو increase اس دفعہ ہوا اس کی وجہ صرف ریونیو تھی کیونکہ ہمارے بجٹ میں جو ٹوٹل gap تھا وہ کوئی 23' 24 ارب روپے کا تھا۔ اور taxation package اور مختلف چیزیں بھی تھیں۔ اب آپ فیصلہ کر لیں کہ بجلی پر لگانا ہے یا edible oil پر لگانا ہے تو جو بھی مختلف چیزیں ہیں۔ اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ٹیلی فون شاید کچھ اور بوجھ برداشت کر سکے۔ اس کی وجہ سے یہ further increase کیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ پھر بھی ہمارا پورا gap' جو بجٹ میں تھا وہ پورا نہیں ہوا۔ اس لئے آپ کو یاد ہو گا بجٹ سپیچ میں چارج billing کے مزید reduction in expenditure کا فیصلہ کیا گیا۔ اب جہاں تک اس کے incidents کا تعلق ہے۔ اور مختلف فاصلوں کے مطابق یہ بات میرے نوٹس میں جب میں لاہور چیمبر دو ہفتے پہلے گیا تھا وہاں مجھے پتہ چلا کہ اس کا اگر آپ automatic per pulse uniformed rate

رکھیں تو زیادہ distance پر بوجھ زیادہ پڑتا ہے میں نے واپس آکر Chairman PTC کو یہ comment دیا کہ ہر ملک میں یہ ہوتا ہے کہ وہ pro-rata increase نہیں ہوتا distance جو ہو rate ہے وہ gradually کم ہوتا ہے اور رات کے وقت کم ہے جو کہ peak hours نہیں ہوتے۔ تو میں نے انہیں assignment دی ہے کہ آپ چونکہ excise duty کا incidence بھی uniform ہے اپنے ریٹ کے مطابق اس کو اگر average کر کے کوئی proposal لائیں کہ ہم جو long distance اس کا incidence جو ہے کسی حد تک کم ہو سکے یہ review ہو رہا ہے۔ اس وقت anamolies جو point out کی گئی ہیں وہ امید ہے کسی حد تک کم کی جائیں گی اور ریٹس جو ہیں proportionatery نہیں بڑھیں گے۔ باقی جہاں تک billing وغیرہ کا تعلق ہے وہ تفصیل سے بتائیں گے چونکہ computerised system نیا نیا شروع ہوا ہے ممکن ہے کچھ نہ کچھ غلطیاں ہوں اور وہ ٹھیک ہو سکیں لیکن امید ہے کہ جو ہم adjustment کریں گے اس میں inter city rates میں کوئی نہ کوئی improvement آجائے۔

Mr. Chairman: So, I put the resolution to the House now.

(مداخلت)

جناب چیئرمین : بہر حال کم از کم clarify ہو گیا کہ کراچی کا ریٹ 48 روپے ہے 102 روپے نہیں ہے. I think that should be clear.

(مداخلت)

جناب چیئرمین : نہیں Rs. 102 نہیں ہے' وہ تین منٹ کا ہے۔ That is three minutes 104 یا 102 تین منٹ کا ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی : جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ میں سمجھتا ہوں کہ میری طرف سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے۔

سید فصیح اقبال : بڑی دیر کی مہربانی آتے آتے۔

جناب اقبال احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! میں نے گزارش کی تھی کہ وزیر خزانہ صاحب یہ ارشاد فرمائیں کہ یہ ڈیوٹی جو بڑھائی ہے اس کے آگے کچھ پتہ نہیں کیا ہونا ہے وہ کس تاریخ سے ہے؟ میں نے اپنا بل دکھایا ہے کہ اس میں جون کے بل میں لگی ہوئی ہے' جبکہ انہوں نے بجٹ تقریر میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ جولائی سے ہوئی یہ وضاحت انہوں نے نہیں فرمائی کہ کس تاریخ سے بڑھائی گئی ہے۔

Mr. Chairman: Finance Minister would you like to respond to that?

جناب سرتاج عزیز : عام طور پر ڈیوٹیز کا جو اطلاق ہے اس دن سے ہوتا ہے جس دن سے اعلان ہوتا ہے بعض چیزوں میں ہوتا ہے مثلاً انکم ٹیکس وغیرہ میں وہ اور ہوتا ہے۔

Excise duties are levied on the date on which they are announced.

جناب چیئرمین : That means کہ وہ ٹھیک کہتے ہیں کہ جون سے لاگو ہوا۔

جناب سرتاج عزیز : ہاں جس دن سے اعلان ہوا اُسی دن سے لاگو ہوا۔

جناب چیئرمین : تو پھر اگر وہ صحیح ہے تو یہاں official reply میں یہ لکھا ہوا as on 1st July 1992.

جناب سرتاج عزیز: کس میں لکھا ہے جی؟

جناب چیئرمین : Not legible کے جواب میں وزارت کی جانب سے دیا گیا تھا اس میں as on 1st July 1991 as on 1st July 1992 ریٹس دیئے ہوئے ہیں

جناب چیئرمین : سوال جولائی کا تھا So they gave that

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب والا! پچھلے سیشن کے دوران میں نے ایک ارادتاً اور یہ بھی ارادتاً نہیں کہ اس میں مجھے کچھ ذاتی فائدہ تھا بلکہ میں جانتا تھا کہ یہاں پر ٹیلیفون کے بارے میں یا مواصلات کے جو باقی شعبے ہیں ان کے بارے میں کافی شک و شبہات یا جو خدشات ہیں پائے جاتے ہیں تو میں نے جیسے قومی اسمبلی کے محترم اراکین کو ڈویژن وائز

ان کے development programmes discuss کرنے کے بعد اپنے باری باری مواصلات میں تکلیف دی میری دعوت پر تشریف لائے۔ اسی طرح میں نے سینٹ کے محترم اراکین کی خدمت میں بھی دعوت نامے ارسال کئے تھے لیکن کچھ ناگزیر وجوھات کی بنا پر وہ نہیں ہو سکا اور پھر اجلاس ملتوی ہو گیا میں اب بھی ارادہ رکھتا ہوں اور میرا ارادہ ہے کہ عنقریب انشاءاللہ اس ہفتے یا اگلے ہفتے کے شروع میں تمام محترم اراکین جتنے سینٹ کے ہیں ان کو Ministry of Communications میں میں دعوت دے رہا ہوں ان سے درخواست کروں گا ان کی خدمت میں بشمول آپ کے' آپ سے بھی درخواست کروں گا کہ آپ بھی تشریف لائیں اور Ministry of Communications کے صرف ٹیلیفون کے نہیں بلکہ باقی شعبوں کے بارے میں بھی میں ایک مفصل briefing ان کی خدمت میں پیش کروں گا اور وہاں پر جہاں ان کے خدشات ہیں یا تنقید یا سوالات ہیں ان کے جوابات دوں گا میرے خیال میں اس کی وجہ سے میرے کام میں آسانی ہو جائے گی کیوں کہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ان کے علم میں نہیں ہیں یا ان کی نظروں سے اوجھل ہیں یا جو خدشات پائے جاتے ہیں۔ ان کی وضاحت اس بریفنگ کے دوران ہو جائے گی اور میں یقین کرتا ہوں کہ 99% '99% فیصدی جو اعتراضات ہوتے ہیں وہ نہیں اٹھیں گے میں اس کو اس فورم پر بھی ڈسکس کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن وہ صرف پی ٹی سی کا شعبہ ہو گا اور یا اگر محترم اراکین مجھ سے اتفاق کریں اور میری درخواست پر غور کریں تو میں ان کی خدمت میں دعوت نامہ پیش کروں گا۔ آپ کی اجازت سے بشمول آپ کے یہ تشریف لائیں گے۔ میں ان کو ایک presentation دوں گا خواہ اس پر ایک دو لگے یا دو دن لگیں اس سے معاملات جو ہیں وہ طے ہو جائیں گے یہ صرف یہی ان کا حق نہیں ہے اگر اس وقت تک انتظار کر لیا جائے۔ اور بجائے اس کے کہ ان نکات کو یہاں پر باری باری اٹھایا جائے۔ اگر اس کا انتظار کیا جائے کہ میں درخواست کروں اور یہ تشریف لائیں تو اس سے آسانی ہو جائے گی۔

Mr Chairman: I think. I put the resolution to the vote of the House.

RESOLUTION REGARDING THE DEFINITION OF A MONEY BILL

Mr. Sartaj Aziz: I would like to draw your attention Mr. Chairman to Article 73 of the Constitution under which a Money Bill shell originate in the National Assembly and after it has been passed without being transmitted to the senate be presented to the parliament.

Money Bill is defined in 73(2)

a Bill or amendment shall be deemed to be a money Bill if it contains revision dealing with any of the following

(a) the imposition, obolition, remission alteration or regulation of any tax.

Since this resolution calls for amendment of a tax that has been passed by parliament. It comes within the definition of the Money Bill.

Mr. Chairman: Your (Mr. Sartaj Aziz) know but it is being moved as a Bill.

Mr. Sartaj Aziz: Put the definition of Article 73(2) says.

"a Bill or amendment" that means No. No.

Mr. Chairman: Amendment to the bill.

Mr. Sartaj Aziz: I know but.

Mr. Chairman: A bill or an amendment to the Bill.

یہ بل تو ہے ہی نہیں

Mr. Sartaj Aziz: But the resolution which calls for the with drawal of a tax.

Mr. Chairman: It is a resolution.

(interruption)

جناب چیئرمین : دیکھیں فرق یہ ہوتا ہے کہ بل جب پاس ہو جائے تو وہ قانون بن جاتا ہے قرارداد پاس ہو جائے تو وہ قانون نہیں بن جاتا۔

جناب سرتاج عزیز : قانون تو نہیں بنتا But it has the same recommendatory effect that you are dealing with a Money Bill which really belongs to it.

Mr. Chairman: No. It is not a bill.

Mr. Sartaj Aziz: But I want a ruling on this.

Mr. Chairman: Well. The ruling is that this is not a bill. It is a resolution and the resolution and the bill are two different things.

Mr. Sartaj Aziz: So, you (Mr. Chairman) expect us to say that and then return this resolution to the House.

جناب چیئرمین : جی۔

Mr. Sartaj Aziz: Saying that it does not fall within the purview of this House.

Mr. Chairman: You (Mr. Sartaj Aziz) see that once a resolution is passed, you may deal with it according to your own procedures. I mean. I cannot advise you on that.

Mr. Sartaj Aziz: But on taxation matters if the Senate which is not within its purview will begin deal with taxation matters resolution.

جناب چیئرمین : یہ اور چیزیں ہوتی ہیں یہ قانون نہیں ہے Resolution Motion you see this will not become a law.

Mr. Sartaj Aziz: But you have to keep the spirit of the Constitution in view.

جناب چیئرمین : No! spirit اور بات ہوتی ہے۔

جناب بوستان علی ہوتی: پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا میں اس ایوان اور لیڈر آف دی ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ابھی ابھی مجھے سینٹ کے سٹاف میں سے کسی نے آ کر ایک چٹ دی تھی کہ آپ کو ایک وفد کے ساتھ امریکہ جانا ہے وزیراعظم صاحب نے فرمایا ہے اور ۱۹ تاریخ کو روانگی ہے اور ۱۸ تاریخ کو پاسپورٹ وغیرہ ایک دو دن میں دے دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ وفد میں جانے کا کوئی آدمی بھوکا نہیں ہوتا۔ اس طرح سے پرچی لا کر کہنا اور دو دن پہلے شارٹ نوٹس کے اوپر کہ آپ کو امریکہ جانا ہے 'لہذا میں احتجاجاً میں اس کو مسترد کرتا ہوں اور آپ اس بات کا نوٹس لیں کہ proper وقت دیا جائے اور عزت کے ساتھ سینیٹر کو دعوت دی جائے۔

Mr. Chairman: Bisharat Ellahi Sahib you wanted to say something?

Dr. Bisharat Ellahi: Yes Sir, I just wanted to make passing comment without trying to agitate very much on it.

یہ ہوتی صاحب نے ہمیں دعوت دی اور یہ دعوت میرے کچھ دوستوں نے قبول بھی کر لی لیکن that is not going to resolve the main issue

1. The exorbitant charges on the telephones.

2. This meeting or this briefing is not going to improve the service.

وہ کہتے ہیں۔

Taste of the pudding lies in its eating. We are the people no suffer. I know what the problems are

یہ جو' مرضی ہمیں بریفنگ دے دیں گے وہاں انہیں شاباش دے کر آ جائیں گے کہ جی we are convinced that you are ہوتی صاحب آپ بہت ٹھیک۔ ٹھاک بولے ہیں۔

trying your best لیکن جناب ٹیلیفونز کا وہی حال ہے جو ایک سال پہلے تھا جو آج سے دو سال پہلے تھا جو آج سے تین سال پہلے تھا "There has been no improvement whatsoever چارجز بھی بڑھے ہیں سب کچھ ہوا ہے۔ But the service has not improved. I will definitely try and be there when Mr. Hoti wants us to be there but that is not the answer to the problem.

Mr. Chairman: Yes please Laleka Sahib.

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا! میں صرف دو معروضات پیش کروں گا جناب اعظم خان ہوتی صاحب کی خدمت میں کہ ٹیلیفون ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن کو وہ ملک کی earning بنانا چاہتے ہیں یا اس کو سروس سمجھتے ہیں؟ ایک تو اس بات کی وہ تشریح فرمادیں اب یا جب بھی کبھی ان کو وقت ملے اور جناب والا! جناب وزیر خزانہ صاحب کا فرمان ہے کہ جناب یہ money Bill اور انہوں نے آئین کے آرٹیکل کا سہارا لیا ہے تو ہمیں Money Bill پر بحث کرنے کا شوق تو نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس پر کوئی asparsion cast کرنا چاہتے ہیں تو اگر وزیر خزانہ صاحب ہم سے اس طرح قرارداد کا حق بھی چھیننا چاہیں اس طرح سہارا لے کر تو پھر۔۔۔

جناب چیئرمین : میں اس کی مزید وضاحت بھی کر دیتا ہوں کہ آپ کے رولز میں Bill اور resolution دونوں defined ہیں۔

Bill has been defined as a motion. Bill means a motion for making a law. There is no motion presently contained in this resolution to make it into a law. Then resolution has been defined. Resolution means a motion for the purpose of discussing and expressing an opinion on a matter of general public interest and it includes a resolution specified in the Constitution. So they are two words which have been defined very clearly and I hold that this, what is before the houses today is a resolution and not a Bill and therefore has not covered under Article 70.

Mr. Sartaj Aziz: If an opinion is to be expressed then the wording of the resolution steps to withdraw a duty

جناب چیئرمین : تو یہ ان کی رائے ہے۔

Mr. Sartaj Aziz: But if you say that the government should take steps to improve the service.

(interruption)

جناب چیئرمین : یہ تو ان کی opinion ہے اگر آپ اس میں کوئی amendment دینا چاہیں یا نہ دینا چاہیں یہ تو آپ کی مرضی ہے نہ آپ نے کوئی amendment دی نہ کچھ کیا۔ So I will put the resolution to the vote of the House.

جناب سرتاج عزیز : میں amendment دے دیتا ہوں۔

Mr. Chairman: So, I will put the resolution to the vote of the House. This House recommends and this is a resolution by Syed Iqbal Haider.

"This House recommends that the government may take immediate steps to withdraw sixty per cent excise duty imposed on the telephone calls."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The resolution is adopted of course there is a dissent. It is not unanimous that the resolution is adopted.

Now the House is adjourned to meet again day after tomorrow at ten thirty of the Clock in the morning on Tuesday, 1992.

[The House adjourned to meet again at ten thirty of the Clock in the morning on Tuesday, August 18, 1992.]

PCPPI—541(96)Senate—11-3-2000—150.